بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ
ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ
لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمِ

اے باری تعالیٰ! اپنے محبوب پر ہمیشہ خوب درود وسلام بھیج جو تمام مخلوقات سے افضل و برتر ہیں اور یہ محبوب کِبریا ایسے ذی شان وعالی مرتبہ ہیں جن سے ہر خوف اور ہر مصیبت میں (یہاں تک کہ قیامت کے ہولناک دن بھی) شفاعت کی امید ہے

# اِنتساب

مسیح اللہ اور مہدیٔ موعود کے نام!

جن کا نام لے کر

کئی کاذب اور دروغ گو آتے رہے اور

مسیحیت اور مہدیت کا جھوٹا دعویٰ کر کے

امتِ مسلمہ کو گمراہی میں مبتلا کرتے رہے

مگر آخر کار حرفِ غلط کی طرح مٹ گئے اور

ذلت ورسوائی کے گڑھوں میں جا گرے اور

مسلمانانِ عالم آج بھی مسیح موعود اور امام مہدی

کی آمد کے شدت سے منتظر ہیں...

عرضِ مصنف ———— 11

حصہ سوم......علاماتِ کبریٰ (گزشتہ سے پیوستہ)

**فتنۂ دجّال کی حقیقت عصر حاضر کے تناظر میں** ———— 17

☆......حضرت تمیم داری سے منسوب جزیرۂ دجّال کے ایک انوکھے سفر کی روداد...بعض وضاحت طلب نکات – 25

☆......بیسان کے باغات ———— 26

☆......بحیرۂ طبریہ ———— 26

☆......زُغَر کا چشمہ ———— 28

☆......دجّال کا جاسوس ———— 29

☆......کیا دجّال ابھی تک بندھا ہوا ہے؟ ———— 29

☆......دجّال کہاں روپوش ہے؟ ———— 30

☆......برمودہ تکون (Bermuda Triangle) کی پراسراریت ———— 33

☆......برمودہ تکون میں غائب ہونے والے مشہور بحری جہاز ———— 33

☆......برمودہ کی فضاؤں میں غائب ہونے والے مشہور طیارے ———— 36

☆......یہودی دجّال کے پیروکار ہوں گے ———— 38

☆......دجّال کے ممکنہ پیروکار یہودیوں کا بڑھتا ہوا بین الاقوامی اثر و رسوخ ———— 50

☆......تمام شیطانی قوتیں اور جادوگر دجّال کے ہمراہ ہوں گے ———— 58

☆......دجّال لوگوں کو دھوکے میں مبتلا کر دے گا ———— 64

☆......دجّال کے بال گھونگھریالے اور گھنے ہوں گے ———— 66

☆......دجّال بائیں آنکھ سے کانا ہوگا ———— 67

☆......کفر کی چھاپ اس کے چہرے پر ہوگی
☆......اس کی آواز مشرق و مغرب میں پہنچے گی
☆......وہ ایک سفید گدھے پر سوار ہوگا اور اُس کی رفتار بادل اور ہوا کی طرح تیز ہوگی
☆......وہ آسمان وزمین کے درمیان اچھلتا کودتا ہے
☆......زمین اُس کے واسطے لپیٹ دی جائے گی
☆......دجّال کا فتنہ زمین پر 40 دن تک رہے گا
☆......وہ مادرزاد اندھوں کو بینا کر دے گا
☆......دجّال کو دیکھ کر زمین کا سینہ اپنے خزانوں کو باہر اُگل دے گا
☆......دجّال کی پیروی کرنے والے عیش و آرام میں جبکہ مومنین مشقت میں ہوں گے
☆......دجّال کے ساتھ گوشت اور روٹی کے پہاڑ ہوں گے
☆......دجّال کے دور میں سود عام ہوگا
☆......عورتیں دجّال سے سب سے زیادہ متاثر ہوں گی 0
☆......درخت اور پتھر بھی دجّال کے ساتھیوں یعنی یہودیوں کو پناہ نہیں دیں گے 2
☆......دجّال فی الحقیقت ایک انسان ہی ہے 04
☆......دجّال کی نمود قریب ہے 06
☆......دجّالی ریاست...بعض چشم کشا حقائق 18


**نزول مسیح علیہ السلام** 23


قتل دجّال بدستِ عیسیٰ علیہ السلام 133
عقیدۂ حیات ونزولِ مسیح علیہ السلام 143
حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام قرآن مجید کی روشنی میں 146
حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں 152
حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام اقوالِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی روشنی میں 158
بزرگانِ دین اور حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام 160

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام عہد نامہ جدید کی روشنی میں —— 165
حیاتِ مسیح علیہ السلام سے متعلق آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بزرگانِ امت کے مذکورہ بالا اقوال وارشادات سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ —— 166
مرزا غلام احمد قادیانی اور اُس کا جھوٹا دعویٰ مسیح موعود —— 173
علاماتِ مسیح اور مرزا جی کے حالاتِ زندگی —— 175

**یاجوج ماجوج کا ظہور** —— 178
یاجوج ماجوج سے کیا مراد ہے؟ —— 178
یاجوج ماجوج کی وضع وقطع سے متعلق دیومالائی روایات —— 180
دیومالائی روایات کے حوالے سے محدثین ومؤرخین اسلام کا نقطۂ نظر —— 181
یاجوج ماجوج قرآن مجید کی رُو سے —— 184
یاجوج ماجوج احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں —— 186
یاجوج ماجوج عہد نامہ قدیم وجدید کی رُو سے —— 188
یاجوج ماجوج تاریخ کے آئینے میں —— 191
یاجوج ماجوج اور ذوالقرنین —— 197
ذوالقرنین کون؟ —— 200
☆......عبداللہ بن ضحاک بن معد —— 201
☆......صعب بن عبداللہ بن قرین —— 201
☆......منذر بن امراء القیس المعروف بہ منذر الاکبر —— 202
☆......مشہور یونانی فاتح سکندر بن فیلقوس (Alexander the Great) —— 203
☆......خورس بانی سلطنت ایران (Cyrus the Great) —— 207
ذوالقرنین کو ’’ذوالقرنین‘‘ کیوں کہا جاتا ہے؟ —— 212
کیا ذوالقرنین نبی تھے؟ —— 214
یاجوج ماجوج کی سکونت کہاں ہے؟ —— 217

سدّ ذوالقرنین کے حوالے سے مختلف النوع روایات ———— 219

یاجوج ماجوج کی دیوار توڑ کر خروج کی کوشش ———— 227

یاجوج ماجوج کی ہلاکت ———— 234


## زمانۂ مسیح علیہ السلام ———— 235


حضرت عیسیٰ علیہ السلام بطور امیر المومنین ———— 235

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہدِ خلافت کی برکات وثمرات ———— 237

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نکاح اور اولاد ———— 239

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور جانشین ———— 242


## تین مقامات پر زمین کا دھنس جانا ———— 245

## دھواں ———— 248


دھویں کا ظہور اور دو مختلف اقوال ———— 249

قیامت سے قبل دھویں کا تصور عصر حاضر کے تناظر میں ———— 251


## سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ———— 254


سورج کہاں چلا جائے گا؟ ———— 256

اس علامتِ قیامت کو دیکھ کر کوئی نہ ہوگا کہ ایمان نہ لے آئے ———— 258

جب بابِ قبولیت بند ہو جائے گا ———— 259

سورج کا مغرب سے طلوع ہونا سائنسی نقطۂ نگاہ سے ———— 260


## دابۃ الارض ———— 261


دابۃ الارض کے خروج کے اسباب ———— 264

مقام خروج 265

دابۃ الارض کا حلیہ 266

☆......کیا وہ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق جساسہ ہے؟ 266

☆......کیا وہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی ہے؟ 266

☆......کیا دابۃ الارض وہ سانپ ہے جو بیت اللہ کے تبرکات کی حفاظت پر مامور ہے؟ 269

☆......کیا دابۃ الارض کئی جانوروں کا مجموعہ ہے؟ 270

**آگ** 272

**مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کی ویرانی** 276

**ھوا** 277

قیامت کے بالکل قریب لوگوں کی حالت 280

قیامت کس طرح واقع ہوگی؟ 282

حرفِ آخر 283


## حصہ چہارم......مناظر قیامت


**مناظرِقیامت** 293

صورِ قیامت کی پہلی آواز 293

یوم النشور...جب دوسرا صور پھونکا جائے گا جسے سن کر مُردے اٹھ کھڑے ہوں گے 295

پھر لوگ حشر کی جانب روانہ ہوں گے 296

میدانِ حشر کے مناظر 297

روزِ حشر کی طوالت سے لوگ گھبرا جائیں گے 299
پھر صور کی تیسری آواز گونجے گی اور اللہ کی عدالت میں پیشی ہوگی 300
پھر میزانِ عمل یعنی حساب کتاب شروع ہو جائے گا 301
حساب کتاب کے بارے میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی 302
اللہ جل جلالہٗ کی عدالت میں سب سے پہلا مقدمہ 303
حشر کے دن مفلس کون ہوگا 304
حساب کتاب کے بعد پل صراط طے کرنے کا مرحلہ آئے گا 305
حوضِ کوثر پر اہلِ محشر کا ہجوم ہوگا 306
دوزخ کے گرد دوزخیوں کا ہجوم اکٹھا ہو جائے گا 306
جہنم میں کافروں کا داخلہ 307
جہنمیوں کی ضیافت...زقوم کا پھل اور کھولتا ہوا پانی 308
دوزخیوں کے لیے آگ ہی آگ 310
جہنمیوں کا لباس کیا ہوگا؟ 310
جہنم کے طبقات 311
جہنمی موت مانگیں گے مگر انہیں موت نہ آئے گی 312


## کتابیات


عربی مآخذ 318
اردو مآخذ 319
انگریزی مآخذ 321
اختتام 322

# عرضِ مصنف

''آثارِ قیامت'' کی ''جلد اول'' کی تکمیل کے ساتھ ہی ''جلد دوم'' کے مندرجات کو انجام تک پہنچانے کے عمل کا آغاز کر دیا گیا تھا...... لہٰذا مجھے اس موقع پر قارئین کو یہ بتاتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ ''جلد اول'' کی اشاعت کے بعد اس کتاب کے دوسرے حصے کے مطالعے کے لیے قارئین کو انتظار کی زحمت نہیں اٹھانی پڑے گی اور اب دونوں جلدیں بیک وقت زیورِ طباعت سے آراستہ کی جا رہی ہیں....

اللہ رب العزت کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے مجھ عاصی و گناہ گار کو یہ فریضہ بجالانے کی توفیق عطا فرمائی اور حقیقت تو یہ ہے کہ تمام کام اُسی کی مہربانی و توفیق سے انجام پاتے ہیں......

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَعَلٰى اَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَعَلَى التَّابِعِيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ

سگِ کوچۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ڈاکٹر عامر لیاقت حسین

یکم رجب المرجب، ۱۴۳۱ھ

کراچی

# آثارِ قیامت

قیامت سے قبل پھوٹ پڑنے والے فتنوں کا بیان...... کرۂ ارض کی مکمل تباہی سے قبل رونما ہونے والی چھوٹی بڑی تمام علامات کا تفصیلی احوال...... اِس دنیائے فانی کے صفحۂ ہستی سے مٹ جانے سے قبل پیش آنے والے غیر معمولی واقعات، سنسنی خیز معلومات اور تہلکہ خیز انکشافات پر مبنی ایک ایسی غیر معمولی تصنیف جو آپ کے دلوں میں قیامت سے قبل رونما ہونے والے فتنوں کا خوف ہی نہیں بلکہ اِن سے بچاؤ کے لیے پیشگی تدابیر اختیار کرنے کا احساس بھی بیدار کردے گی...... رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیامت سے متعلق پیش گوئیوں کی عصر حاضر کے حالات وواقعات سے تطبیق کی ایک ایسی منفرد کاوش جس کے مطالعے سے آپ کو اِس عہد کے سیاسی و بین الاقوامی منظر نامے کو اسلامی روایات کے آئینے میں دیکھنے اور وقت کی نزاکت کو سمجھنے میں بڑی مدد ملے گی اور آپ کے دل سے ہر آن بس یہ ہی صدا نکلے گی کہ

یہ گھڑی محشر کی ہے، تُو عرصۂ محشر میں ہے
پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے

حصہ سوم

(گزشتہ سے پیوستہ)

# عَلاماتِ کُبریٰ

# Major Signs Before The Judgment Day

# فتنۂ دجّال کی حقیقت عصر حاضر کے تناظر میں

دجّال کون ہے؟......اُس کی علامات کیا ہیں؟......اُس کی شناخت اور اس سے حفاظت کس طرح ممکن ہے؟......آثارِ قیامت کی پہلی جلد میں اِن موضوعات پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی مگر یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دجّالی فتنہ دراصل ہے کیا؟ اور دورِ جدید کے تناظر میں اس کی کیا شکل ہو سکتی ہے؟......

گزشتہ چند برسوں میں عالمی منظر نامے پر یکے بعد دیگرے چند ایسے ڈرامائی اور حیرت انگیز واقعات کا ظہور ہوا ہے جس نے عالمی سیاست میں ہلچل مچا دی ہے بلکہ بین الاقوامی طاقت کے توازن کو بھی تہس نہس کر کے رکھ دیا......اگرچہ ایسے ہی واقعات ماضی میں بھی رونما ہوتے رہے ہیں جو کہ کئی دیگر واقعات کے وقوع پذیر ہونے کا باعث بنے جس میں جنگ عظیم اول اور جنگ عظیم دوم شامل ہیں......

یہ وہ عالمی جنگیں ہیں جن کی کوکھ سے اسٹیٹ آف اسرائیل اور اقوام متحدہ جیسے ادارے نے جنم لیا......

گزشتہ چند برسوں کے دوران بھی عالم گیر نوعیت کے بعض ایسے واقعات کا ظہور ہوا ہے جنہیں اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیامت سے قبل نمودار ہونے والی علامات کے حوالے سے کی جانے والی پیش گوئیوں کے تناظر میں دیکھا جائے یا اُن کی تطبیق احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی جائے تو نہایت حیرت انگیز مماثلت نظر آتی ہے...... 1979ء میں انقلاب ایران کا برپا ہونا اور پھر عراق اور ایران کے مابین طویل جنگ کا چھڑ جانا ایسے واقعات تھے جنہوں نے بعض علمائے اسلام کی توجہ اِن احادیث مبارکہ کو عالمی واقعات سے تطبیق دینے کی طرف دلائی......90ء کی دہائی میں بھی ایسے ہی غیر معمولی واقعات کا تسلسل ملتا ہے...... جب اشتمالیت کا زوال ہوا، دیوارِ برلن منہدم ہوئی، عراق نے کویت پر چڑھائی کی اور اسے جواز بنا کر عالمی قوتیں متحد ہو کر سرزمین عرب پر براجمان ہو گئیں اور پھر وہیں مستقل اپنی چھاؤنیاں قائم کر لیں تو اِن واقعات نے مسلم امہ کے سنجیدہ حلقوں کو چونکا دیا اور وہ اس امر پر سر جوڑنے پر مجبور ہو گئے کہ مبادا احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق بدترین فتنوں کا دور

تو شروع نہیں ہوگیا اور پھر ان میں سے بعض نے نہایت سنجیدگی سے ان خطوط پر کام کرنا شروع کر دیا کہ عالمی حالات و واقعات اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سامنے رکھ کر کوئی رائے قائم کی جائے...... ابھی یہ سلسلہ اپنے ابتدائی مراحل ہی میں تھا کہ نائن الیون کا ہوشربا واقعہ رونما ہوگیا جس نے اُن مسلم حلقوں کو بھی اُن خطوط پر سوچنے پر مجبور کر دیا جن پر بعض مسلمان دانشور و مفکرین پہلے ہی سوچ رہے تھے...... نائن الیون کے واقعے نے عالمی منظرنامے کو مکمل طور پر تبدیل کر دیا اور دہشت گردی کے خلاف نام نہاد عالمی جنگ کے نام پر کافر قوتوں کے اتحاد سے دنیا ایک نئے مرحلے میں داخل ہو گئی......

مسلمانانِ عالم بالخصوص عراق، افغانستان اور پاکستان کو اس نام نہاد جنگ کی بھاری قیمت چکانی پڑی اور ورلڈ ٹریڈ سینٹر کے ٹوئن ٹاورز کا ملبہ اِن ممالک پر اب تک گر رہا ہے، ہزاروں لوگ جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں، شہر کے شہر کھنڈروں میں تبدیل ہو گئے ہیں، بستیاں ویران اور تفریحی مقامات اجاڑ ہو گئے ہیں، ہزاروں عورتوں نے بیوگی اور لاکھوں بچوں نے یتیمی کی چادر اوڑھ لی، بھوک اور افلاس نے پاؤں پھیلا دیے اور لاکھوں افراد در بدر ہو گئے اور لاکھوں افراد کو معذوری کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔

ان فتنوں کی سرعت انگیزی اور ملحدانہ قوتوں کے اتحاد نے مسلمانانِ عالم کی توجہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیامت سے قبل نمودار ہونے والی علامات کے حوالے سے کی جانے والی پیش گوئیوں کی طرف بالخصوص اُس عظیم الشان فتنے کی طرف مبذول کرا دی ہے جس کی بابت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ بنی نوع آدم کا سب سے بڑا فتنہ ہوگا اور اُس فتنے کا نام دجّال ہے...... دجّال وہ کردار ہے جس کا تصور ہمیں اسلامی فکر میں ہی نہیں بلکہ مسیحی و یہودی تصورات میں بھی ملتا ہے مگر جس طرح ہمارے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس فتنے سے اپنی امت کو تفصیل سے آگاہ کیا ہے اس کا عشر عشیر بھی کسی دوسرے مذہب کی تعلیمات میں نہیں ملتا...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ دجّال اتنا بڑا فتنہ ہوگا کہ اس سے بڑا فتنہ تاریخ بنی نوع انسان نے کبھی نہ دیکھا ہوگا اور نہ ہی زمین نے اس کا بوجھ اٹھایا ہوگا......

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس شخص کے بارے میں کاذب اور جھوٹے کے الفاظ استعمال کرنے کے بجائے دجّال کا لفظ استعمال فرمایا ہے یعنی شعبدے باز، دھوکے باز، عیار، دجل اور فریب دینے والا، وہ زندہ کو مردہ اور مردے کو زندہ کردے گا، وہ جب چاہے گا بارش برسادے گا اور جب چاہے گا بارش روک دے گا وغیرہ وغیرہ...... بہرکیف دجّال ایک ایسا کردار ہے جو تنازعات اور جعل سازیوں کا مرقع اور شعبدے بازیوں سے مرصع ہے اور صدہا صد برسوں سے علمائے دین کی گفتگو کا موضوع ہے...... بعض علمائے کرام اور مفکرین اس کی جسمانی وضع وقطع یعنی اِس کے ظاہری روپ ہی کو حقیقی روپ مانتے ہیں جبکہ ایسے مفکرین کی بھی کمی نہیں جو اس کے ظاہری خدوخال کے ساتھ ساتھ سائنس وٹیکنالوجی کے انقلابات کو اس کا دوسرا روپ قرار دیتے ہیں یعنی وہ دجّال کو بحیثیت فرد ہی نہیں بلکہ بحیثیت ایک نظام (System) اور تہذیب وثقافت (Culture) کے طور پر بھی دیکھتے ہیں اور موجودہ عالمی واقعات وایجادات کو اس کی آمد کی راہ ہموار ہونے سے تعبیر کرتے ہیں...... ان حالات میں یہ ازحد ضروری ہے کہ مسلمانانِ عالم اس فتنے کی قدر پیمائی صحیح خطوط پر کریں جس کی تہذیب نے دنیا پر اپنا پنجۂ طاغوت گاڑ دیا ہے اور جو اپنی پوری آب وتاب اور آن بان کے ساتھ بس نمودار ہوا ہی چاہتا ہے......

گزشتہ صفحات میں دجّال سے متعلق کئی احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے پڑھیں...... احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرح وتطبیق کا ایک طریقہ تو وہ ہے جو کہ شارحین نے اپنایا ہے کہ ان احادیث میں موجود الفاظ واصطلاحات کو من وعن بیان کردیا جائے اور ان سے ظاہری معنی اخذ کیے جائیں اور گزشتہ صفحات میں اسی طریقے کو اپناتے ہوئے کئی مقامات پر احادیث کی شرح میں یہی طریقہ اپنایا گیا ہے...... ان احادیث کی شرح کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان میں استعمال ہونے والی اصطلاحات کی ایسی تطبیق کی جائے جو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ ہو اور قارئین پر حقیقت کھل سکے...... اس نقطۂ نظر کے مطابق احادیث میں دجّالی فتنے کے جو خدوخال ملتے ہیں ان کے ذریعے ہم دجالی فتنے کی حقیقت کسی حد تک سمجھ سکتے ہیں......

بظاہر دجّال ایک شخص کا نام ہے جو قیامت سے قبل ظاہر ہو گا لیکن درحقیقت دجّال ایک فتنہ ہے جس
کی کچھ علامات ہیں جو احادیث میں بیان ہوئی ہیں ...... اب ہم ان احادیث کی روشنی میں دجّال کی
قوتوں کو ایک ایک کر کے دیکھتے ہیں ...... مثلاً یہ کہ وہ ایک آنکھ سے دیکھ سکے گا ...... جدید دور میں ہم
دیکھتے ہیں کہ کیمرے کی بھی ایک آنکھ ہوتی ہے اور اس ایک آنکھ کے ساتھ کہاں کہاں نظر رکھی جارہی
ہے، خلاؤں میں، ہواؤں میں، شاہراہوں پر اور سمندروں میں ہر جگہ یہ آنکھ نصب ہے......

دجّال کی ایک خصوصیت تیز رفتاری بھی ہے، وہ پورے کرۂ ارض کا چکر چالیس دن میں مکمل
کر لے گا، اس کی سواری کا ایک قدم اتنا بڑا ہو گا جتنا فاصلہ مدینے اور شام کا ہے ...... موجودہ دور میں
ہوائی جہاز نے جس طرح فاصلوں کو معدوم کر دیا ہے اس سے اس کی تیز رفتاری کا معاملہ آسانی سے
سمجھ میں آجاتا ہے ...... اس کے علاوہ دجّال کے بارے میں یہ بھی آتا ہے کہ اس کی آواز مشرق و
مغرب کے لوگ بیک وقت سن سکیں گے ...... ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی ایجاد سے آج یہ بات بالکل ممکن
دکھائی دیتی ہے ...... جیسے دنیا کے کسی بھی ملک میں کسی شخص کی تقریر کو یا پریس کانفرنس کو پوری دنیا کے
لوگ سنتے ہیں......

اسی طرح دجّال کو بہت سے امراض کے علاج کی قدرت بھی حاصل ہو گی ...... آج کی دنیا میں اگر
ہم اپنے الفاظ میں کہیں تو گویا میڈیکل کے شعبے میں اسے خوب کمال حاصل ہو گا یہاں تک کہ وہ ایک
شخص کو چیرے گا اور پھر اس کے دونوں حصوں کو جوڑ دے گا ...... آج کے دور میں کٹے ہوئے اعضا کو
سرجری کے ذریعے جوڑا جا رہا ہے......

ایک بات یہ بھی کہی جاتی ہے کہ وہ زندہ کو مردہ اور مردے کو زندہ کر دے گا، بھارتی مفکر اسرار عالم کے
مطابق دجّال جینیات (Genetics) کا ماہر ہو گا جبکہ بعض کے نزدیک وہ جینیات (Genetics)
سے بھی آگے بڑھ کر ''کلوننگ'' کا ماہر ہو گا جس کے تحت وہ ہمارے آباؤ اجداد کو ہمارے سامنے دوبارہ
زندہ کر سکے گا......

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ زمین دجال کے سامنے خزانے اگل دے گی اور زمینی خزانے اس کے پیچھے ہو لیں گے اور یہ بھی کہ مظاہر فطرت پر اسے زبردست قوت حاصل ہوگی...... وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا، زمین کو حکم دے گا تو وہ نباتات اگائے گی...... آج کے دور میں سائنسی ترقی اس مقام تک پہنچ چکی ہے کہ بادلوں پر اسپرے کر کے بارش برسائی جاسکتی ہے جبکہ مصنوعی ماحول پیدا کر کے صحرا میں بے موسم فصلیں اور سبزہ اگایا جارہا ہے...... اسی طریقے سے دجال معدنی ذخائر کو بھی دریافت کرے گا...... آج علم ارضیات نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ ماہرین ارضیات زمین کے ایک ایک انچ کے بارے میں بتا سکتے ہیں کہ یہاں کون کون سی معدنیات اور ذخائر موجود ہیں...... احادیث کی رُو سے ان سب پر دجّال کو کنٹرول حاصل ہوگا...... بہر حال یہ تو وہ معاملات ہیں جنہیں عہد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں دجّال کے معجزات یا شعبدے بازیاں سمجھا جاتا تھا لیکن آج سائنسی ترقی نے ان معاملات کی حقیقت کو کھول کر رکھ دیا ہے...... قانونِ قدرت اور سائنس وٹیکنالوجی کو مدنظر رکھتے ہوئے دجّال کی قوتوں اور اثر انگیزیوں کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے...... درحقیقت یہ سب ایجادات سائنٹفک ٹیکنالوجی کی معراج ہیں جن کی مدد سے دنیا پر حکومت کی جاتی ہے اور ان سائنٹفک ٹیکنالوجی کے پس پشت جو قوت ہے وہ دجّال ہے یا یوں کہہ لیں کہ اس سائنٹفک ٹیکنالوجی کے پس پشت جو قوت ہے وہ دجّالی فتنہ ہے......

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ دجّال ایک ابلیسی تہذیب اور باطل نظام (Devil's System) کا نام ہے نیز یہ کہ وہ جناتی قوتوں کا حامل ایک نیم انسانی اور نیم جناتی قسم کی آزمائشی مخلوق ہوگا جسے بعض محققین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد کے سامری جادوگر اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے معمار اعظم حیرم آبیف کے مصداق بتایا ہے مگر باوثوق ذرائع سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی بلکہ دورِ حاضر کے زیادہ تر محققین کا رجحان یہ ہے کہ دجّالی فتنے کے جو بھی خدوخال ہیں یعنی جہاں تک اس کی شعبدے بازیوں کا تعلق ہے وہ سب سائنسی ترقی کا کمال ہے......

مگر یہاں یہ وضاحت کرتا چلوں کہ دجّال محض کسی تہذیب ہی کا نام نہیں ہے بلکہ یقینی طور پر وہ ایک انسان کا نام ہے جو کچھ اضافی صلاحیتوں، شیطانی قوتوں اور حیوانی جبلتوں کا مالک ہے۔.....اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی آزمائش کے لیے اسے ایسی قوتیں عطا کی ہوں گی جو عام لوگوں کی عقل سے بالاتر ہوں گی اور لوگ ایمان کی کمزوری اور دین سے دوری کی بنا پر اس کے فریب میں آجائیں گے.....اگر عصر حاضر میں اہل مغرب کی ہوش ربا ایجادات اور محیر العقول تجربات کے تناظر میں دجّالی فتنے کو دیکھنا چاہیں تو منظر نامہ کچھ اس طرح بنتا ہے کہ وہ ایک ایسا غیر معمولی آدمی (Evil Genius) ہے جو مختلف شعبوں میں محیر العقول مہارت کا حامل ہے جو بیک وقت انجینئر، ڈاکٹر، سائنسدان، سیاستدان اور نامعلوم کیا کچھ ہے.....جس کی ڈکشنری میں ناممکن کا لفظ نہیں اور وہ ہر چیز کو ممکن بنانے کی کوشش کرتا ہے.....

احادیث میں ہے کہ دجّال کی پیشانی پر ک۔ف۔ر یعنی کفر لکھا ہوگا اور ہر صاحب ایمان شخص اسے پڑھ لے گا خواہ وہ پڑھنا لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو.....اس سے مراد یہ ہے کہ جب یہ دور آئے گا اور ان صفات پر مشتمل جو تہذیب ہوگی اُس پر کفر کی چھاپ اتنی واضح ہوگی کہ ہر صاحب ایمان جان لے گا کہ یہ ملحدانہ تہذیب ہے اور اللہ سے نفرت اس کی جڑوں میں رچی بسی ہے.....شعبدے بازیوں کے ساتھ کفر وہ شے ہوگی جو اسے فتنہ بنادے گی.....کئی احادیث مبارکہ میں ذکر ہے کہ قیامت سے قبل ایسے آثار نمایاں ہوجائیں گے جن میں فتنہ و فساد، بدامنی، حرص و طمع قتل کی اندھیر نگری، زنا کاری، ناانصافی، اغلام بازی وغیرہ جیسی اخلاقی برائیاں پھیل جائیں گی.....دجّال کا تصور ایک ابلیسی نظام کا مرکزی تصور ہے اور احادیث مبارکہ دجّال کے ساتھ ساتھ ایک ابلیسی نظام کی طرف بھی اشارہ کرتی ہیں جس میں ہم جنس پرستی، شراب نوشی، شرک و بدعت، سودی نظام، ناانصافی، استحصال، فتنۂ قلم (اس سے مراد مواصلاتی نظام، پروپیگنڈا، رسائل و جرائد، فلم، ٹی وی اور انٹرنیٹ وغیرہ ہیں) پھر قدرتی آفات کا بھی ذکر ہے جیسے قتل و غارت گری، قحط سالی، نسل کشی نہایت وسیع پیمانے پر ہوں گی اور جب یہ ابلیسی نظام دنیا پر اپنے پنجے گاڑ دے گا تو یہ اخلاقی و سماجی برائیاں اپنی حدوں کو پار کرجائیں گی اور اپنے عروج پر پہنچ جائیں گی

اور ایسے میں دجّال اپنے اصل روپ میں ظاہر ہو جائے گا..... موسمی تغیرات، زلزلے، سیلاب اور سونامی جیسی آفات، دنیا کے بڑے حصے میں قحط کی صورتحال، ایڈز اور سوائن فلو جیسی عالمگیر وبائیں، معاشرتی ناہمواریاں، اقتصادی بحران، سیاسی کشمکش، خون خرابہ اور وہ سب کچھ جو اس وقت دنیا میں ہو رہا ہے، یہ سب وہ نشانیاں ہیں جو ظاہر کرتی ہیں کہ دجّالی فتنہ پوری قوت سے اپنے پنجے گاڑنے میں مصروفِ کار ہے اور آج کی مغربی تہذیب درحقیقت دجّالی تہذیب ہے جس میں سودی نظام اور سرمایہ دارانہ نظام اس طرح حاوی ہے کہ تمام دنیا اس کے چنگل میں پھنس چکی ہے......

جیسا کہ پہلے بتایا گیا کہ لفظ دجّال ''دجل'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی جعل سازی اور دھوکہ دہی کے ہیں اور سچ اور جھوٹ آپس میں اس طرح مدغم ہو جائیں گے کہ ان میں فرق کرنا مشکل ہو جائے گا...... آج انسانی سوچ زمینی حقائق اور دنیاوی اسباب میں اس قدر الجھ کر رہ گئی ہے کہ مسبب الاسباب ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو کر رہ گیا ہے اور ہم حق اور باطل میں تمیز نہیں کر پا رہے...... دجل کا مطلب ہی فریب اور دھوکا ہے اور جدید مغربی تہذیب دجّالی تہذیب ہے، اس مصنوعی تہذیب نے ہماری نگاہوں کو اس طرح خیرہ کر دیا ہے کہ ہم ظاہر اور باطن میں تمیز کے قابل نہیں رہے اور نہ ہی گناہ وثواب کا فرق کر پا رہے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ دنیا کی زندگی دھوکے کا سامان ہی تو ہے......
یہ ظاہری اسباب کا سلسلہ انسان کو دھوکے میں مبتلا کر دیتا ہے اور انسان مال و دولت ہی کو سب کچھ سمجھ لیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس کے ذریعے تمام مسائل حل کیے جا سکتے ہیں...... اس فریب میں آکر وہ اپنے خالق حقیقی کو فراموش کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو بھی کہ یہ دنیا عارضی ہے، دارالامتحان ہے، اصل زندگی تو موت کے بعد کی زندگی ہے اور انسان دنیاوی اسباب میں پھنس کر اس کا ایسا پجاری بن جاتا ہے کہ کہہ پڑتا ہے۔

بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

جدید پُرتعیش تہذیب، جدید معاشرہ اور جدید مادی اسباب ہی دھوکا یعنی دجل ہے اور ہم فتنۂ دجّال

میں ہی زندہ ہیں...... اب ہم احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بیان کردہ دجالی قوتوں کی عصر حاضر کے تناظر میں تطبیق کی کوشش کرتے ہیں...... یعنی یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ دنیا کی اِس محیر العقول ترقی اور زمانے کی اِس برق رفتاری کو آنے والے دجّال کا پیش خیمہ قرار دینا کہاں تک درست ہوسکتا ہے؟ اور خروجِ دجّال سے متعلق احادیث طیبہ کو عصر حاضر کی صورت حال پر چسپاں کرنا اور موجودہ حالات وواقعات کو ''دجّالی فتنہ'' قرار دینا کہاں تک صحیح ہوسکتا ہے؟......

## خروجِ دجّال کے حوالے سے ایک حیران کن پیش گوئی

1865ء میں جنم لینے والے آئر لینڈ کے نوبل انعام یافتہ شاعر ولیم بی ییٹس (W.B.YEATS) کی شہرت یہ ہے کہ وہ مابعد الطبیعات سے متعلق گہرا شغف رکھتا تھا اور وہ پراسرار روحانی قوتوں سے مالا مال تھا...... اُس کی نظم "Second Coming" کی پہلی لائن یہ ہے:

Turning and turning in the widening gyre

جبکہ آخری لائنیں یہ ہیں:

The darkness drops again; but now I know
That twenty centuries of stony sleep
Were vexed to nightmare by a rocking cradle'
And what rough beast, its hour come round at last'
Slouches towards Bethlehem to be born?

نظم کا خلاصہ یہ ہے کہ (وہ زمانہ آرہا ہے) دائروں میں چکراتا عقاب اپنے مالک کی نہیں سن سکتا، چیزیں ٹکڑے ٹکڑے ہورہی ہیں، مرکز چیزوں پر گرفت کھو بیٹھا ہے، دنیا پر انارکی کا راج ہے، خونی سیلاب نے ہر شے کو لپیٹ میں لے لیا ہے، معصومیت ختم ہو چکی ہے، اچھے لوگ ایمان وعقیدے سے محروم ہو چکے ہیں اور برے لوگ جوش وجذبے سے بھرپور ہیں، ''نزول'' قریب آن لگا، آمد ثانی کا وقت آن پہنچا۔ لیکن آمد ثانی کے لفظ میرے منہ سے ابھی نکلے نہیں کہ عالم ارواح سے ایک دیو قامت سائے نے میری نگاہوں کو پریشان کر دیا...... صحرا کی ریت میں ایک سایہ جس کا جسم شیر اور سر انسان کا ہے، جس کی نظریں بے رحم ہیں اپنی رانوں کے بل رینگ رہا ہے...... صحرائی پرندوں کے سائے اُس کے ہمراہ ہیں، تاریکی پھیل رہی ہے...... پتھریلی نیند میں سوئی بیس صدیاں ایک دہشت ناک خواب کی اذیت میں آگئیں اور یہ سایہ کوئی ناتراشیدہ درندہ ہے...... لمحہ موعود آ پہنچا اور وہ ٹیڑھی چال سے بیت اللحم کی طرف اپنی پیدائش کے لیے لپک رہا ہے......

ولیم بی ییٹس کے اسی نوع کے دیگر اشعار کی تشریح کی جائے تو اس کے لیے کئی صفحات درکار ہیں...... تاہم اُس کا مکاشفہ صاف بتا رہا ہے کہ اسرائیل (دنیا کی طاقت ور ترین صیہونی ریاست) درندے کی شکل میں پیدا ہونے والا ہے اور یہ غالباً موجودہ صدی میں ہو جائے گا اور وہ لمحہ موعود اس کے بعد مسیح الدجال (اینٹی کرائسٹ) کے پیدا ہونے کا ہوگا تا کہ مسیح موعود (کرائسٹ) کی باری بعد میں آئے گی اور دنیا بھر میں بسنے والے مسیحی باشندے اینٹی کرائسٹ ہی کو کرائسٹ سمجھنے کی غلطی کرنے والے ہیں......

## حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب جزیرۂ دجّال کے ایک انوکھے سفر کی روداد..... بعض وضاحت طلب نکات

گزشتہ صفحات میں حدیث کی مستند کتابوں میں منقول، حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب جزیرۂ دجّال کے ایک انوکھے سفر کی جو روداد میں نے آپ کے سامنے پیش کی اُس کی تہہ میں دجّال اور خروجِ دجّال سے متعلق کئی سربستہ راز اور حقائق پوشیدہ ہیں جو کہ تشریح طلب ہیں، اس روایت میں بیسان کے باغات، طبریہ کے تالاب اور زُغر کے چشمے کا ذکر ہے، ان تینوں مقامات سے یقیناً دجّال کا کوئی خاص تعلق ہے جب ہی اُس نے حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی بابت پوچھا تھا......

بیسان فلسطین میں ایک جگہ کا نام ہے، علامہ یاقوت حموی لکھتے ہیں کہ یہاں کے باغات پہلے پھل دیتے تھے مگر ۶۲۶ھ میں ان درختوں نے پھل دینا بند کردیا تھا لہٰذا یہ بھی دجّال کے خروج کی ایک علامت ہے...... بحیرۂ طبریہ اسرائیل کے شمال مشرق میں، اُردن کی سرحد کے قریب ہے اور اس پر اس وقت اسرائیل کا قبضہ ہے...... طبریہ کا پانی بھی بغیر کسی ظاہری وجہ کے رفتہ رفتہ خشک ہوتا جا رہا ہے...... اس کا خشک ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ دجّال کی زبانی اس کے خروج کی دوسری علامت بھی پوری ہو چکی ہے...... دجّال کا تیسرا سوال زُغر کے چشمے کے بارے میں تھا...... یہ جگہ بھی اسرائیل ہی میں بحیرۂ مُردار کے مشرق میں ہے...... اس چشمے کا پانی ابھی پوری طرح خشک نہیں ہوا جونہی یہ پانی پوری طرح خشک ہوگا دجّال نمودار ہو جائے گا......

اسی طرح اس روایت میں دجّال کے ایک جاسوس، اُس کی سکونت اور اُس کے خروج کی علامتوں کا بھی ذکر ہے...... اب میں فرداً فرداً آپ کو اُن اصطلاحات سے تفصیلاً آگاہ کرتا ہوں جو حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں بیان ہوئی ہیں......

## بیسان کے باغات:

دجّال کا پہلا سوال یہ تھا کہ بیسان کے درخت پھل دے رہے ہیں یا نہیں؟...... بیسان فلسطین میں ایک جگہ کا نام ہے...... اسے سب سے پہلے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں مشہور سپہ سالار اور صحابی حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح کیا تھا...... 1924ء میں خلافت عثمانیہ کے سقوط کے بعد جزیرۃ العرب کے حصے بخرے ہوئے تو یہ اردن کا حصہ بن گیا...... 1948ء تک یہ اردن کا حصہ تھا...... مئی 1948ء میں اسرائیل نے بیسان سمیت اردگرد کے علاقے پر قبضہ کرلیا اور تاحال یہ اسرائیل کے قبضہ میں ہے جو دجّالی ریاست ہے...... یہ علاقہ قدیم زمانے میں کھجور و باغات کے لیے مشہور تھا جس کی تصدیق حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی لیکن اب وہاں پھل پیدا نہیں ہوتے...... مشہور مؤرخ اور سیاح علامہ یاقوت حمویؔ اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''معجم البلدان'' میں فرماتے ہیں: ''میں کئی مرتبہ بیسان گیا ہوں لیکن مجھے وہاں صرف دو پرانے کھجوروں کے باغ نظر آتے ہیں''...... (معجم البلدان)

اس سے معلوم ہوا کہ یہاں کے باغ پہلے پھل دیتے تھے ...... ۶۲۶ھ تک جو علامہ حموی کا سنِ وفات ہے، اِن درختوں نے پھل دینا بند کر دیا تھا...... یہ درحقیقت دجّال کی اس بات کی تصدیق ہے کہ وہ زمانہ قریب ہے جب ان درختوں پر پھل نہیں آئیں گے...... گویا دجّال کے خروج کی تین بڑی علامتوں میں سے ایک علامت ظاہر ہوگئی ہے......

## بحیرۂ طبریہ:

دجّال کا دوسرا سوال یہ تھا کہ بحیرۂ طبریہ کا پانی خشک ہو چکا ہے یا نہیں؟...... گویا اس پانی کے خشک ہونے کا دجّال کے خروج سے ضرور کوئی تعلق ہے...... بحیرۂ طبریہ اسرائیل کے شمال مشرق میں اردن کی سرحد کے قریب واقع ہے، اس کی لمبائی 23 کلومیٹر، زیادہ سے زیادہ چوڑائی 13 کلومیٹر اور انتہائی گہرائی 157 فٹ ہے، اس کا کُل رقبہ 166 مربع کلومیٹر ہے اور اس پر اس وقت اسرائیل کا قبضہ ہے...

اردن اور اسرائیل کی سرحد پر واقع بحیرہ طبریہ جو آہستہ آہستہ خشک ہوتا جا رہا ہے...... یہ وہی بحیرہ ہے جس کے بارے میں دجال نے کہا تھا کہ عنقریب اس کا پانی خشک ہو جائے گا......

فلسطین کے ایک علاقے میں واقع بیسان کے باغات ...... یہاں کھجوروں کے درخت پہلے پھل دیتے تھے اب نہیں دیتے یہ وہی باغات ہیں جن کے بارے میں دجال نے کہا تھا کہ عنقریب یہاں کے کھجوروں کے درخت پھل نہیں دیں گے......

اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کا پانی بغیر کسی ظاہری وجہ کے رفتہ رفتہ خشک ہوتا جارہا ہے..... اسرائیلی حکومت خلیج عقبہ سے پانی کی پائپ لائنوں کے ذریعے یہاں پانی پہنچاتی ہے لیکن بحیرۂ طبریہ کا پانی میٹھا اور سمندر کا پانی کڑوا ہے اس لیے اسے میٹھا کرنے کے لیے بڑے بڑے پلانٹ نصب کرنے پڑے ہیں جس سے بڑے پیمانے پر اخراجات آتے ہیں..... بحیرۂ طبریہ کے خشک ہوتے ساحلوں کی تصویریں کئی سال پہلے اخبارات میں شائع ہوچکی ہیں اور اس کا خشک ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ دجال کی زبانی اُس کے خروج کی دوسری علامت بھی پوری ہوچکی ہے.....

## زُغَر کا چشمہ:

دجّال کا دوسرا سوال یہ تھا کہ ''زُغَر'' کے چشمے کا پانی خشک ہوچکا ہے یا نہیں؟..... یہ درحقیقت اُس کو خروج کی اجازت ملنے کا وقت قریب آنے کی تیسری علامت ہے..... زُغَر کے چشمے کے بارے میں تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ ''زُغَر'' دراصل حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی کا نام ہے..... آپ علیہ السلام کی دو صاحبزادیاں تھیں جن میں سے ایک کا نام ''ربہ'' اور دوسری کا ''زُغَر'' تھا..... بڑی صاحبزادی کو انتقال کے بعد جس جگہ دفنایا گیا وہاں قریب ہی ایک چشمہ تھا..... عربی میں چشمے کو ''عین'' کہتے ہیں لہٰذا اِس رعایت سے اُس چشمے کا نام ''عینِ ربہ'' (ربہ کا چشمہ) پڑگیا..... چھوٹی صاحبزادی کے انتقال پر اُنہیں بھی ایک چشمے کے قریب دفن کیا گیا تو اُس کا نام ''عینِ زُغَر'' (زُغر کا چشمہ) پڑگیا..... یہ جگہ بھی اسرائیل ہی میں بحرِ مردار (Dead Sea) کے مشرق میں ہے..... دجّال کی تفتیش اور تجسس کے عین مطابق یہ تیسری جگہ بھی اسرائیل میں واقع ہے اور اِس کا پانی پوری طرح خشک ہوتے ہی اُسے خروج کی اجازت مل جائے گی.....

## دجّال کا جاسوس:

اسی حدیث شریف میں دجّال کے ان تین سوالوں کے علاوہ ایک اور نکتہ قابل ذکر ہے...... حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''جزیرے میں ہمیں ایک عجیب وغریب مخلوق ملی جس کے بدن پر بہت بال تھے بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے آگے پیچھے کا پتہ نہیں چل رہا تھا، ہم نے اس سے پوچھا تیرا ناس ہو تُو کیا چیز ہے؟...... اُس نے کہا میں جساسہ ہوں''......

''جساسہ'' جاسوسی کرنے والی کو یعنی جاسوسہ کو کہتے ہیں...... اس سے معلوم ہوا کہ اس جزیرے پر دجّال کے علاوہ جو جاندار موجود تھا وہ جاسوسی پر متعین ایک عجیب وغریب مخلوق تھی...... اس سے سمجھ لینا چاہیے کہ جاسوسی اور اطلاعات کا حصول دجّال کا اہم ترین حربہ ہوگا...... بعض محدثین کرام کی تشریحات میں اسی ''جساسہ'' کو ''دابۃ الارض'' کہا گیا ہے (واللہ اعلم بالصواب)

## کیا دجّال ابھی تک بندھا ہوا ہے؟

مصری محقق محمد عیسیٰ داؤد کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجّال کا ٹھکانہ مشرق میں بتایا تھا تو اس سے ایک مراد تو یہ ہو سکتی ہے کہ وہ یروشلم یا اصفہان یعنی مشرق ہی سے ظاہر ہوگا مگر ضروری نہیں کہ وہ مشرق ہی میں مقید ہو اور پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ اُسی طرح بندھا ہوا ہو جیسا کہ اُسے تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد وہ زنجیروں سے آزاد ہو گیا تھا اور مستقل اپنے خروج کے لیے راہ ہموار کرتا رہتا ہے......

## دجّال کہاں روپوش ہے؟

مسیح الدجال اِس وقت زندہ ہے، کھا پی رہا ہے مگر وہ معینہ مدت کے لیے ایک گرجے میں بند ہے......اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ گرجا آخر ہے کہاں جہاں دجّال مقید ہے؟......

حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ دجّال ایک جزیرے پر ہے اور وہ جزیرہ سرزمین عرب سے ایک ماہ کی مسافت پر واقع ہے......وہ جزیرہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہے اور جب اللہ کا حکم ہوگا تو یہ جزیرہ بھی دنیا کی نظروں سے اوجھل نہ رہے گا اور دجّال بھی روپوش نہ رہے گا اور ظاہر ہو جائے گا...... یہ جزیرہ اس مقصد کے لیے اللہ نے تخلیق کیا ہے کہ وہاں دنیا کو آزمائش میں مبتلا کرنے والا دجّال روپوش ہے اور بالآخر وہ وقت آئے گا کہ وہ نمودار ہوگا اور یروشلم کو پایۂ تخت بناتے ہوئے دنیا پر حکومت کرے گا......

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دجّال کس جگہ روپوش ہے؟......اس حوالے سے کئی قیاس آرائیاں کی جاتی ہیں......حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجّال کا پورا واقعہ سنانے کے بعد اپنے عصا کو منبر پر مار کر فرمایا: ''یہ ہے طیبہ، یہ ہے طیبہ، یہ ہے طیبہ، یہ ہے مدینہ'' ...... پھر آپ نے فرمایا کہ دجّال دریائے شام میں ہے یا دریائے یمن میں، پھر کہا کہ نہیں، وہ مشرق کی جانب سے نکلے گا...... یہ فرما کر آپ نے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ کیا......

جزیرۃ العرب سے مشرق کی جانب دو جگہیں ایسی ہیں جنہیں مغرب کے عیسائیوں کے ہاں بھی شیطانی سمندر، شیطانی جزیرہ یا جہنم کا دروازہ کہا جاتا ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ ان تمام مقامات کا آخری سرا امریکا سے جا ملتا ہے......امریکا کے قریب بحر اوقیانوس میں کیوبا سے پہلے پورٹی ریکو کے قریب سمندر میں ایک تکونا پراسرار علاقہ ہے جس کے بارے میں آج تک عجیب وغریب باتیں سننے میں آتی رہی ہیں...... زبردست تحقیق کے باوجود اب تک اس کی پراسراریت کا معمہ حل نہیں ہو سکا......

5 لاکھ مربع میل پر پھیلے ہوئے اس سمندری علاقے کی پراسراریت یہ ہے کہ یہاں قطب نما(Compass) کام کرنا چھوڑ دیتا ہے اور یہاں بے شمار جہاز غائب ہو چکے ہیں اور جب ان کا پتہ لگانے کے لیے طیارے اس علاقے کی فضائی حدود میں داخل ہوئے تو وہ بھی غائب ہو گئے، غائب ہونے والے ہر جہاز کی داستان سننے سے تعلق رکھتی ہے......

اس حوالے سے پہلا واقعہ جو بیرونی دنیا کے سامنے آیا وہ 1874ء میں غائب ہونے والے پہلے بحری جہاز کا واقعہ تھا جس میں موجود تین سو سے زیادہ افراد جہاز کے کیپٹن سمیت لاپتہ ہو گئے اور جہاز از خود بحفاظت ساحل پر پایا گیا...... ایک مرتبہ جہاز کے تمام مسافر ساحل پر دیوانگی کے عالم میں پائے گئے...... مسافروں کا کہنا تھا کہ جب ان کا جہاز اس علاقے میں پہنچا تو ان کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا اس کے بعد انہیں کچھ معلوم نہیں کہ وہ کس طرح ساحل پر پہنچے...... وہ خود پر بیتنے والی داستان سنانے سے قاصر ہیں......

بعض محدثین نے ابلیس کا مرکز سمندر میں بتایا ہے اور یہ ہی وہ مقام ہے جہاں ابلیسی یا دجّالی منصوبے پروان چڑھتے ہیں......

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابلیس اپنا تخت سمندر پر لگاتا ہے، لوگوں کو فتنے میں ڈالنے کے لیے اپنا لشکر روانہ کرتا ہے، جو اُس کے لشکر میں سب سے زیادہ فتنہ پرور ہوتا ہے وہ ہی ابلیس کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے...... (صحیح مسلم)

اس حدیث کی شرح میں علامہ نووی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ابلیس کا مرکز سمندر میں ہے......

مشہور تابعی حضرت کعب بن احبار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سمندر کے کسی جزیرے میں ایک قوم ہے جو نصرانیت کی علمبردار ہے...... وہ ہر سال ایک ہزار جہاز تیار کرتی ہے اور جب جہاز تیار ہو جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ان کے ان جہازوں پر سوار ہو جاؤ اللہ چاہے یا نہ چاہے...... جب وہ سمندر میں ان

جہازوں کو اتارتے ہیں تو اللہ تعالیٰ تیز ہوا بھیجتا ہے جو ان جہازوں کو تباہ کر دیتی ہے...... جب قدرت کی منشا ہو گی تو ایسے جہاز بنائے جائیں گے جو اس سے پہلے سمندر میں نہیں چلے ہوں گے تو یہ قوم کہے گی کہ انشاء اللہ تم سوار ہو جاؤ چنانچہ یہ سوار ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم اُس زمین کی طرف جا رہے ہیں جہاں سے ہمیں نکال دیا گیا تھا...... (الفتن، نعیم ابن حماد)

اس روایت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ابلیس کا مرکز سمندر میں ہے اور دجال کا مرکز بھی وہی ہے جہاں رہ کر انسانیت کے خلاف وہ اپنا شیطانی مشن آگے بڑھا رہا ہے......

چونکہ دجال اپنی فتنہ پروری کے سبب ابلیس سے سب سے زیادہ قریب اور اُس کا سب سے کارآمد مہرہ اور آلۂ کار ہے لہٰذا کہا جا سکتا ہے کہ عین ممکن ہے دجال کا مستقل ٹھکانہ برمودہ تکون ہو اور وہ وہیں سے ایک روز ظاہر ہو جائے...... برمودہ تکون امریکا سے قریب تر ہے اور امریکا اس وقت عالمی استعمار کی علامت بنا ہوا ہے......

بعض نے لکھا ہے کہ اگر برمودہ تکون کو ابلیس کا مرکز مان لیا جائے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کو مشرق میں بیان کیا تھا جبکہ برمودہ تکون مغرب میں ہے اور اگر برطانیہ مراد لیا جائے جہاں دجالی تہذیب پروان چڑھ رہی ہے اور برطانیہ دجالی تہذیب کا مرکز و منبع ہے تو وہ بھی مغرب ہی ہے......

اس اعتراض کا جواب مصری محقق محمد عیسیٰ داؤد یہ دیتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا ٹھکانہ مشرق میں بتایا تھا تو اس سے انڈونیشیا اور ملائیشیا کے جزائر بھی مراد ہو سکتے ہیں اور اس سے ایک مراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ یروشلم یا اصفہان یعنی مشرق ہی سے ظاہر ہوگا مگر ضروری نہیں کہ وہ مشرق ہی میں مقید ہو اور پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ اُسی طرح بندھا ہوا ہو جیسا کہ اُسے حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد وہ زنجیروں سے آزاد ہو گیا تھا اور مستقل اپنے خروج کے لیے راہ ہموار کرتا رہتا ہے......

## برمودہ تکون (Bermuda Triangle) کی پراسراریت

برمودہ تکون کی پراسراریت اور وہاں دجال کے ممکنہ ٹھکانے کے پیش نظر گزشتہ دو صدیوں کے دوران وہاں پیش آنے والے محیر العقول واقعات کا تذکرہ قارئین کے لیے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا......

برمودہ کا آبی علاقہ بحری جہازوں کا قبرستان اور برمودہ کی فضائیں طیاروں کی شکار گاہیں ثابت ہوئی ہیں......اس حوالے سے اب تک کی تحقیق یہ بتاتی ہے کہ یہاں بجلی کی ایسی مقناطیسی لہریں ہیں جو آنے والی ہر چیز کو برق رفتاری سے اپنی جانب کھینچ لیتی ہیں اور لمحہ بھر میں ہوائی جہاز یا بحری جہاز اِن روشنیوں یا برقی لہروں کا شکار ہو جاتا ہے...... چکاچوند کر دینے والی اِن روشنیوں سے انسانی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں اور دماغ ماؤف......اور اِسی اثنا میں ایسے محیر العقول واقعات پیش آتے ہیں......اس حوالے سے بعض مشہور حادثات سے آگاہی یقیناً قارئین کے لیے دلچسپی کا باعث ہوگی......

### برمودہ تکون میں غائب ہونے والے مشہور بحری جہاز:

☆......اگست، 1800ء میں امریکی کشتی انسرجنٹ بغیر کسی نمایاں سبب کے غائب ہوگئی جس پر 340 مسافر سوار تھے......

☆......جنوری، 1880ء میں اٹلانٹا نامی برطانوی جہاز غائب ہوگیا جس پر 290 افراد سوار تھے......

☆......اکتوبر 1902ء میں فیریا (Feria) نامی جرمن جہاز غائب ہوا، جہاز کا عملہ اغوا کر لیا گیا جبکہ جہاز مل گیا

☆......مارچ، 1918ء میں امریکی مال بردار جہاز سائیکلوپ (Cyclop) اپنے تمام عملے سمیت غائب ہوگیا، عملے کی تعداد 309 تھی......

☆......1924ء میں مال بردار جاپانی کشتی رائی نوکو (Raynoko) غائب ہوئی......

☆......1931ء میں مال بردار جہاز اسٹافجر (Stafger) غائب ہوا......

☆......اپریل، 1931ء میں جون اینڈ میری (John & Mary) نامی امریکی جہاز غائب ہوا جو کچھ

وقت بعد جنوبی برمودہ سے پچاس میل دور پانی پر تیرتا ہوا ملا......

☆......مارچ، 1938ء میں برطانوی آسٹریلوی مال بردار جہاز اینگلو آسٹریلیز غائب ہوا......

☆......فروری، 1940ء میں گلوریا کولڈ (Gloria Cold) نامی تفریحی کشتی غائب ہوئی جو کچھ عرصے بعد غائب ہونے والی جگہ سے دو سو میل دور پائی گئی لیکن مسافروں سے خالی......

☆......22 اکتوبر، 1944ء کو کیوبا کا ریڈ پیکون (Red Peakon) نامی جہاز غائب ہوا جو کچھ عرصے بعد فلوریڈا کے ساحل کے قریب مسافروں سے خالی پانی پر تیرتا ہوا پایا گیا......

☆......1948ء میں فرانسیسی روزالی (Rozali) نامی جہاز کا عملہ اغوا کرلیا گیا اور جہاز بعد میں اسی علاقے سے مل گیا......

☆......جون، 1950ء میں سانڈرا (Sandra) نامی جہاز اس علاقے میں غائب ہوا......

☆......1955ء میں کوئن میریو (Queen Mayrio) نامی تفریحی کشتی غائب ہوئی......

☆......2 فروری، 1963ء کو میرین سلفر کوئن (Marine Sulphur Queen) نامی امریکی مال بردار جہاز غائب ہوا جس پر 38 جہاز راں سوار تھے......

☆......یکم جولائی، 1963ء کو سنو بوائے (Snow Boy) نامی کشتی غائب ہوئی......

☆......دسمبر، 1967ء میں وِچ کرافٹ (Witch Craft) نامی جہاز غائب ہوا جس کا وزن بیس ہزار ٹن تھا اور عملے کی تعداد 32 تھی......

☆......مئی 1968ء میں مشہور امریکی آبدوز سکورپین (Scorpion) 99 فوجیوں سمیت غائب ہوگئی......

☆......اپریل، 1970ء میں امریکی مال بردار جہاز ملٹن ٹریڈ (Milton Trade) غائب ہوا......

☆......مارچ، 1973ء میں جرمنی کا مال بردار جہاز انیتا (Aneta) غائب ہوا......

یہ محض وہ واقعات ہیں جو زیادہ مشہور ہوئے ورنہ یہ فہرست خاصی طویل ہے......

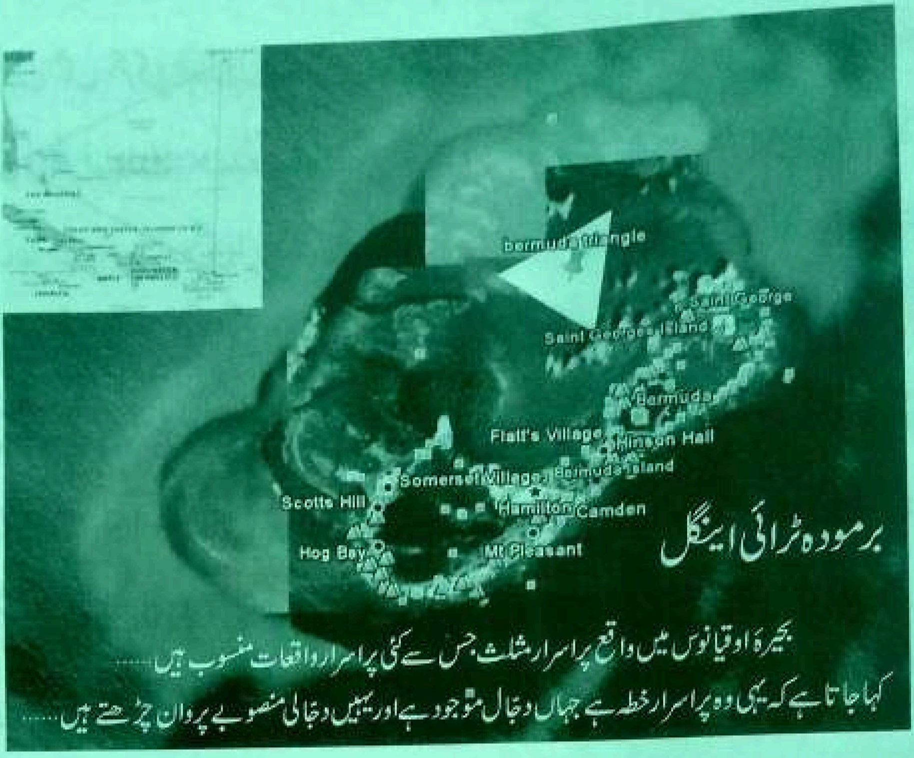


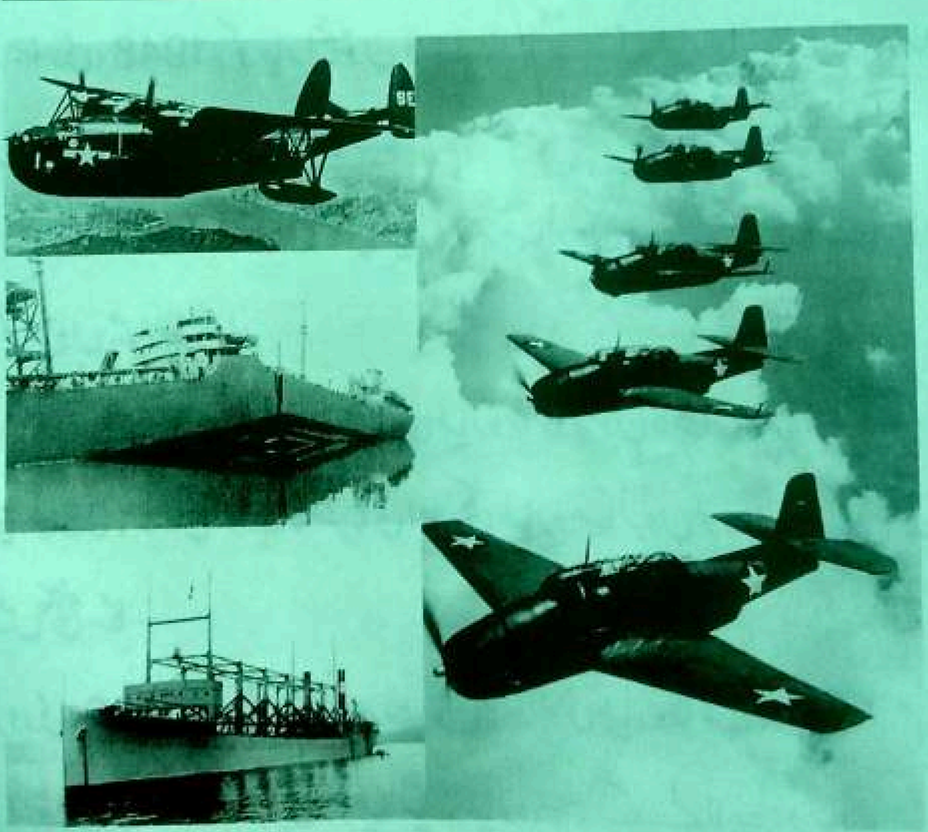

یہ وہ بدقسمت ہوائی و بحری جہاز ہیں جو اس شیطانی مثلث یعنی برمودا تکون میں غائب ہوگئے

## برمودہ کی فضاؤں میں غائب ہونے والے مشہور طیارے:

برمودہ تکون میں بحری جہازوں کا غائب ہوجانا ہی کیا کم پراسرار تھا کہ فضا میں اڑتے طیارے بھی نامعلوم منزلوں کی طرف روانہ ہونے لگے اور پھر کبھی واپس نہ آسکے...... جنگی اور مسافر بردار طیاروں کا اڑتے اڑتے اچانک غائب ہوجانا وہ بھی اس حالت میں کہ جب موسم بھی بالکل صاف ہو اس صورت حال میں تو یہ ہی کہا جائے گا کہ انہیں زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا مگر یہ حقیقت ہے کہ بعض طیارے تو یہاں اس طرح غائب ہوئے کہ جس کے ملبے اور مسافروں کا کچھ پتہ نہ چلا، چند مشہور حادثات کچھ اس طرح ہیں......

☆...... 5 دسمبر، 1945ء کو پانچ امریکی بمبار طیارے ایک ساتھ برمودہ کی فضاؤں میں غائب ہو گئے پھر ان کی تلاش میں ایک اور طیارہ گیا اور وہ بھی کبھی تلاش نہ کیا جا سکا......

☆...... 3 جولائی، 1947ء کو امریکی فضائیہ کا C-54 برمودہ کی فضاؤں میں ہمیشہ کے لیے لاپتہ ہو گیا......

☆...... 29 جنوری، 1948ء کو چار انجنوں والا اسٹار ٹائیگر نامی طیارہ اپنے 31 سواروں کو لے کر غائب ہوا آج تک کسی کو کچھ پتہ نہ لگ سکا......

☆...... 28 دسمبر، 1948ء کو DC-3 نامی طیارہ 27 مسافروں کو لے کر برمودہ کے آسمان میں غائب ہوا یا پانی کی گہرائیوں میں جا چھپا......

☆...... 17 جنوری، 1949ء اسٹار ایریل نامی طیارہ برمودہ تکون کا شکار بنا......

☆...... مارچ، 1950ء میں گلوب ماسٹر نامی امریکی طیارہ مسافروں کو لے کر یہاں سے گزرا اور کبھی اپنی منزل پر نہیں پہنچ سکا......

☆...... 2 فروری، 1952ء یورک ٹرانسپورٹ نامی برطانوی طیارہ غائب ہوا......

☆...... 30 اکتوبر، 1954ء امریکی بحریہ کا ایک طیارہ ہمیشہ کے لیے لاپتہ ہو گیا......

☆...... 5 اپریل، 1956ء امریکی مال بردار طیارہ اپنے عملے سمیت غائب ہوا......

☆...... 8 اگست، 1962ء امریکی فضائیہ کا K.B نامی طیارہ لاپتہ ہوا......

☆......28 اگست،1963ء امریکی فضائیہ کے K.C.B.5 ٹائپ دو طیارے غائب ہوئے......

☆......22 ستمبر،1963ء کو C-132 طیارہ لاپتہ ہوا......

☆......5 جون،1965ء میں C-119 مع دس سواروں کے غائب ہو گیا......

☆......11 جنوری،1967ء کو YC-122 طرز کا طیارہ چودہ افراد سمیت لاپتہ ہوا......

☆......17 جنوری، 1967ء امریکی جنگی طیارہ غائب ہوا......

یہ تو چند مشہور حادثات ہیں جو برمودہ کے سمندر اور فضائی حدود میں پیش آئے، ورنہ اس کے علاوہ اور بہت سارے حادثات ہیں جو قصے کہانیوں اور ناولوں کی نذر ہو گئے......

✻✻✻✻✻

## دجّال کے پیروکار یہودی ہوں گے

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اصفہان سے تعلق رکھنے والے ستر ہزار یہودی جو مرصع تلواروں سے مسلح ہوں گے اور اُن کے جسموں پر بیش قیمت دبیز کپڑے ''ساج'' کا لباس ہوگا، وہ اُس (دجّال) کا ساتھ دیں گے...... (طبرانی)...... موجودہ صورت حال یہ ہے کہ اسرائیل کے اندر ریشم سے ایک خاص قسم کا لباس تیار کیا جا رہا ہے جو ان کے مذہبی پیشوا دجّال کے آنے پر پہنیں گے......

ایک اور حدیث مبارک میں دجّال کی یہودیوں سے نسبت اس طرح بیان ہوئی ہے کہ وہ اصفہان کے ایک مقام یہودیہ میں نمودار ہوگا...... (مسند احمد/ الدر المنثور)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں اس وقت رو رہی تھی، آپ نے رونے کا سبب پوچھا، میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے دجّال یاد آ گیا تھا (اس کے خوف سے) رو پڑی...... اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ میری زندگی میں نکلا تو میں تمہارے لیے کافی ہوں اور اگر دجّال میرے بعد نکلا تو (تمہیں اس کے فریب سے پھر بھی خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ اُس کے دعویٰ خدائی کی تکذیب کے لیے اتنی بات کافی ہے کہ وہ کانا ہوگا اور تمہارا رب کانا نہیں ہے...... پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اصفہان کے (ایک مقام) ''یہودیہ'' میں نکلے گا، حتیٰ کہ مدینے بھی آئے گا اور مدینے کے باہر ایک جانب پڑاؤ ڈال دے گا اُس وقت مدینے کے سات دروازے (یا راستے ہوں گے) جن میں سے ہر درّے پر دو فرشتے ہوں گے (جو اُسے مدینہ طیبہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے) پس مدینے کے خراب لوگ نکل کر اس کے پاس چلے جائیں گے یہاں تک کہ وہ شام یعنی فلسطین میں باب لُدّ کے مقام پر ایک شہر میں چلا جائے گا...... اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر اُسے قتل کر ڈالیں گے پھر عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں امام عادل، اور حاکم منصف کی حیثیت سے چالیس سال رہیں گے......

(مسند احمد/ الدر المنثور بحوالہ ابن ابی شیبہ)

اصفہان ایران کے ایک مشہور علاقے کا نام ہے..... علامہ یاقوت حموی نے معجم البلدان میں ذکر کیا ہے کہ بخت نصر کے زمانے میں جب یہودیوں کو بیت المقدس سے نکالا گیا تو اُن کی ایک جماعت اصفہان کے علاقے میں ایک مقام پر جا کر آباد ہوگئی یہاں انہوں نے مکانات وغیرہ تعمیر کر لیے اور یہیں ان کی نسل پھیلتی رہی اور اس مقام کا نام ''یہودیہ'' پڑ گیا..... (معجم البلدان)

حقیقت تو یہ ہے کہ یہودی بڑی شدت سے دجّال (نام نہاد مسیحا) کے منتظر ہیں..... یہودیوں کی پروردہ تبلیغی و پروپیگنڈا مشینری بھی اس حوالے سے نہایت فعال ہے اور دجّال کی راہ ہموار کرنے کے حوالے سے اس کا کردار عوام الناس کے ذہنوں میں اُس کی آمد سے پہلے اُس کا سحر قائم کرنا ہے.....

سابق امریکی صدر رچرڈ نکسن نے اپنی کتاب ''Victory Without War'' میں لکھا ہے کہ اکیسویں صدی میں امریکی پوری دنیا کے حکمران ہوں گے..... یہ فتح انہیں بلا کسی جنگ کے حاصل ہوگی پھر امور مملکت مسیح (یعنی مسیح الدجّال) سنبھال لیں گے.....(Victory Without War)

ایک اور امریکی صدر جمی کارٹر اس کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''اسرائیل کا قیام، بائبل کی پیش گوئی کی تکمیل اور بائبل کے بیان کا حاصل ہے''..... (ہال سیلز، کتاب خوفناک جدید صلیبی جنگ)

سابق امریکی سینیٹر مارک ہیٹ فیلڈ نے ایک موقع پر کہا تھا:

''مقدس سرزمین پر یہودیوں کی واپسی کو میں اس طرح دیکھتا ہوں کہ یہ مسیح (دجّال) کے دور کی آمد کی نشانی ہے..... جس میں پوری انسانیت ایک مثالی معاشرے کے فیض سے لطف اندوز ہوگی.....''

ایک اور صیہونی تجزیہ نگار لکھتا ہے:

''تقدیرِ عالم کے بارے میں مسیح دجّال کا اعلان ایک عالمگیر پریس کانفرنس سے نشر ہوگا جسے سیٹلائیٹ کے ذریعے ٹی وی پر دکھایا جائے گا''..... (ٹی وی پر ایونجیل قیصر بلٹن ہسٹن)

ایک مسیحی مبلغ کلائیڈ کہتا ہے:

''مسیح الدجّال کے پاس طاقت حاصل کرنے کی جو اہلیت ہے آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے، یہ

مسیحا اتنا شاندار مقرر ہوگا کہ سننے والوں میں بجلی دوڑا دے گا اور انہیں حیران و ششدر کر دے گا، لوگ اس کی شخصیت کے کرشمے سے بس اسی کے ہو کے رہ جائیں گے، وہ نگرانی کے نہایت حساس طریقے استعمال کرے گا اور ہماری ٹیکنالوجی کی تمام تر ترقی کے باوجود دنیا کو اس طرح اپنے قبضے میں لے لے گا کہ اس سے پہلے کی نسل کے لیے ایسا ممکن نہیں تھا، یہ مسیحا اولاً دس یورپی اقوام پر اپنا قبضہ جمائے گا''……(ہال سیلز، کتاب خوفناک جدید صلیبی جنگ)

یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ آخر یہودی دجّال کے اتنی بے چینی سے منتظر کیوں ہیں اور اس کی پیروی میں اس قدر کمربستہ کیوں ہوں گے؟……اس معاملے کی حقیقت کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا، جب تک وہ یہودیوں کی تاریخ اور اُن کے مذہبی تصورات سے واقف نہ ہو……حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد جب بنی اسرائیل پے در پے تنزّل کی حالت میں مبتلا ہوتے چلے گئے……یہاں تک کہ آخرکار بابل اور اسیریا کی سلطنتوں نے ان کو غلام بنا کر زمین میں تتر بتر کر دیا، تو انبیائے بنی اسرائیل نے ان کو خوشخبری دینی شروع کی کہ خدا کی طرف سے ایک ''مسیح'' آنے والا ہے، جو اُن کو اس ذلت سے نجات دلائے گا……ان پیش گوئیوں کی بنا پر یہودی ایک مسیح کی آمد کے منتظر تھے جو بادشاہ ہو، لڑ کر ملک فتح کرے، بنی اسرائیل کو مختلف ملکوں سے لا کر فلسطین میں جمع کر دے اور ان کی ایک زبردست سلطنت قائم کر دے……یہودی ربّی اور فریسی اپنے صومعوں (Synagouges) کے باہر صحیفے لیے آنے والے مسیحا کی نشانیاں اور تفصیل پڑھتے رہتے تھے، اِسی دوران ایک دن نبی کی حیثیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان صومعوں کی طرف آ نکلے جنہیں دیکھ کر یہ مذہبی پیشوا خوشی سے بے قابو ہو گئے، اُنہوں نے ''ہمارے مسیحا آ گئے'' کے پر جوش نعروں کے ساتھ اُن کا استقبال کیا اور رقص کرنے لگے تاہم یہ سب کچھ محض عارضی ثابت ہوا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان یہودیوں اور پیشواؤں کی منافقت اور سیاہ کاریوں پر زبردست تنقید شروع کر دی اور انہیں دینِ ابراہیمی کی طرف لوٹ آنے کی دعوت دی……بس یہیں سے یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف ہو گئے اور اعلان کیا کہ یہ وہ مسیحا نہیں ہیں جن کا

ہمیں انتظار تھا...... اُنہوں نے اپنے دماغوں میں مسیحا کا جو نقشہ بنا رکھا تھا وہ کچھ یوں تھا کہ آنے والا مسیحا ہتھیاروں سے لیس ایک مسلح لشکر کے ساتھ آئے گا مگر اُن کی توقعات کے خلاف حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام خدا کی طرف سے مسیح ہو کر آئے اور کوئی لشکر ساتھ نہ لائے چنانچہ یہودیوں نے ان کی مسیحیت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور انہیں ہلاک کرنے کے درپے ہو گئے...... یوں اس کے بعد سے وہ آج تک مسیح موعود کے تصورات ہی میں ڈوبے ہوئے ہیں...... اُس وقت سے آج تک دنیا بھر کے یہودی اس مسیح موعود کے منتظر ہیں جس کے آنے کی خوشخبریاں ان کو دی گئی تھیں...... وہ دلوں میں یہ امید لیے بیٹھے ہیں کہ یہ مسیح موعود ایک زبردست جنگی وسیاسی لیڈر ہوگا جو دریائے نیل سے دریائے فرات تک کا علاقہ جسے یہودی اپنی موروثی ریاست سمجھتے ہیں، انہیں واپس دلائے گا......

امریکی مصنف جان وال وورڈ اپنی کتاب "Armageddon & The Middle East Crisis" میں لکھتا ہے کہ ''یہودی اپنے مسیحا کی آمد کا صدیوں سے انتظار کر رہے تھے، ان کے باپ ابراہیم علیہ السلام نے، جو عرب اور بنی اسرائیل دونوں کے باپ تھے، اپنی نسل کے ساتھ بہت سارے عہد و پیمان کیے تھے، انہوں نے کہا تھا کہ یہ سرزمین یعقوب علیہ السلام کی نسل کو دی جائے جو ابراہیم علیہ السلام کے پوتے تھے، تاہم انہوں نے کہا تھا کہ یہ سرزمین انہیں فوری طور پر حاصل نہیں ہوگی، وہ صدیوں تک دور دراز کے ملکوں میں منتشر کر دیے جائیں گے اور پھر کہیں جا کر اس سرزمین میں ان کی واپسی ہوگی پھر یہ پیش گوئی اس وقت پوری ہوئی جب حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے اہل خانہ مصر کی طرف منتقل ہوئے پھر وہاں ان کی تعداد میں اس قدر اضافہ ہوا کہ وہ ایک قوم کہلائے جانے کے قابل ہو گئے''......

(Armageddon & The Middle East Crisis)

اس کے بعد مصنف نے اسرائیل سے ان کے بار بار باہر نکالے جانے، تباہ و برباد ہونے اور پھر دو تین بار واپس فلسطین میں آ کر بسنے کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اسی دوران بنی اسرائیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی جیسا کہ پیش گوئی کی گئی تھی...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جلد ہی اپنی

شخصیت، دعوت اور معجزات کی بنیاد پر ہزاروں لوگوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کر لی، انہوں نے یروشلم کی جانب سفر شروع کیا اور بقول زکریا علیہ السلام، جس کی انہوں نے پیش گوئی کی تھی کہ ”اے صیہون کی بیٹی خوشی سے چلاؤ، اے یروشلم کی بیٹی مسرت سے چیخو، دیکھو تمہارا بادشاہ آ رہا ہے، ایک بادشاہ جو تمہیں غلامی سے نجات دلائے گا“...... استقبال کرنے والے انہیں اپنا وہ ہی مسیحا گردانے لگے جس کا ذکر پیش گوئیوں میں آیا تھا، یہودی ربیوں نے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ مقبولیت دیکھی تو حسد سے جل گئے، انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے ماننے والوں کو خاموش کرائیں جس پر عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ ”اگر وہ خاموش ہو گئے تو پھر پتھر چلانے لگیں گے“...... انہوں نے مکار فریسیوں کے فریب اور دھوکے بازیوں کو سب کے سامنے آشکار کیا...... انجیل متی کے ۲۳ ویں باب میں لکھا ہوا ہے کہ انہوں نے ان مذہبی پیشواؤں کو ”منافق“، ”اندھے پیشوا“، ”اندھے لوگ“ اور ”ایسی قبریں“ کہا جن کا بیرونی حصہ سفیدی کر کے چمکا دیا گیا ہے لیکن جن کے اندر ہر چیز گندی ہے اور صرف مُردوں کی ہڈیاں پڑی ہوئی ہیں...... انہوں نے ان پیشواؤں کو ”پیغمبروں کا قاتل“ قرار دیا...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سخت الفاظ استعمال کرتے ہوئے انہیں کہا ”تم سانپ جیسے لوگ! تم زہریلی سانپ کی نسلو!، تم جہنم کی آگ سے آخر کیسے بچ سکتے ہو؟“...... جب یہودیت نے توحید اور رسالت کی حقیقتوں سے اپنا رشتہ توڑ لیا، حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو، جو اِن ہی کو راہِ ہدایت دکھانے کے لیے بھیجے گئے تھے، اپنی دانست میں صلیب پر چڑھا دیا تو ان کا رشتہ اپنے انبیا سے ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا......

چنانچہ وہ خوب جانتے ہیں کہ اللہ کے ہاں، فرشتوں کے ہاں، آسمانوں اور زمین میں ان کے لیے اب کوئی گنجائش نہیں ہے...... وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اب ان کے لیے کوئی مسیح نہیں آئے گا اور جو آئے گا وہ انہیں محض نیست و نابود کرنے کے لیے ہی آئے گا...... چنانچہ اپنے دفاع کی خاطر 68 عیسوی میں انہوں نے دجّال کو اپنا مسیحا تصور کر لیا اور اسی تصور کو وہ آج تک پروان چڑھا رہے ہیں، ان کے اس تصور میں اللہ اور اللہ کے فرشتوں سے مایوسی، ساری دنیا سے غصہ، اپنی طاقت، ابلیس اور اس کے

دجالوں کی مدد سے کھوئی ہوئی چیزوں (بشمول ہیکل سلیمانی) اور آئندہ کی بشارتوں کو حاصل کرنے کی کوشش شامل ہے...... (Armageddon & The Middle East Crisis)

درحقیقت دجال یہودیوں کے نزدیک ایک مسیحا یا نجات دہندہ کی حیثیت رکھتا ہے...... یہودی اِس نجات دہندہ کو بُل، یُوبل یا ھُبَل بتاتے ہیں جو کہ طاغوتی نام ہیں اور مشرکین مکہ کے بتوں کے ناموں سے مناسبت رکھتے ہیں...... یہودی، دجّال کو مسیح الدجّال اور مسیح داؤد بھی کہتے ہیں کیونکہ اُن کے عقائد کے مطابق مسیح الدجّال حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد سے "القائم المنتظر" ہے...... محققین کے مطابق دجال یہودی النسل ہوگا اور اُس کا تعلق یہودیوں کی اُس قسم سے ہوگا جس کو آج کل "قطامہ" کہتے ہیں اور اس کی کنیت ابو یوسف بتاتے ہیں ہے اور اُس کی نسبت بنی اسرائیل کے برگزیدہ انبیاء علیہم السلام سے جوڑتے ہیں اور صدیوں سے اُس کے منتظر ہیں اور یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ اس کی بدولت تمام دنیا پر حکومت کریں گے اور اس کی آمد پر عالمی یہودی ریاست قائم ہوجائے گی اور تمام غیر یہودی (Gentiles) یہودیوں کی اطاعت قبول کرلیں گے...... یہودیوں کا لٹریچر اُس آنے والے دور کے سہانے خوابوں سے بھرا پڑا ہے...... تالمود اور ربّیوں کے ادبیات میں اُس کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے، اُس کی خیالی لذت کے سہارے صدیوں سے یہودی جی رہے ہیں اور یہ امید لیے بیٹھے ہیں کہ یہ مسیح موعود ایک زبردست جنگی و سیاسی لیڈر ہوگا، جو دریائے نیل سے دریائے فرات تک کا علاقہ (جسے یہودی اپنی موروثی ریاست سمجھتے ہیں) انہیں واپس دلائے گا اور دنیا کے گوشے گوشے میں سے یہودیوں کو لا کر اس ملک میں پھر سے جمع کردے گا...... یہودیت کی ایک مذہبی دستاویز میں لکھا ہے کہ:

"مسیح الدجّال کی روح اُس جگہ جہاں وہ قید ہے رویا کرتی ہے، یہودیوں کے احوال کے بارے میں غمگین رہتی ہے اور بار بار اُن فرشتوں سے جو اُسے قید کیے ہوئے ہیں پوچھتی ہے اُسے نکلنے کی اجازت کب ملے گی...... (The Protocols of the Elders of Zion)

عہد نامہ عتیق میں دجّال کی آمد کو پُرمسرت لمحہ قرار دیتے ہوئے مرقوم ہے کہ:

''اے صیہون کی بیٹی خوشی سے چلاؤ، اے یروشلم کی بیٹی مسرت سے چیخو، دیکھو تمہارا بادشاہ آرہا ہے، وہ عادل ہے اور گدھے پر سوار ہے خچر یا گدھی کے بچے پر، میں افرائیم سے رُتھ کو اور یروشلم سے گھوڑے کو علیحدہ کروں گا، جنگ کے پر توڑ دیے جائیں گے، اس کی حکمرانی سمندر اور دریائے فرات سے انتہائے زمین تک ہوگی...... (کتاب زکریا، باب ۹، آیات ۹ تا ۱۰)

عہد نامہ عتیق میں ایک اور مقام پر مسیح الدجال کا فرمان یوں درج ہے:

''اس طرح اسرائیل کی ساری قوموں کو ساری دنیا سے جمع کروں گا، چاہے وہ جہاں کہیں بھی جا بسے ہوں اور انہیں ان کی اپنی سرزمین میں جمع کروں گا، میں انہیں اس سرزمین میں ایک ہی قوم کی شکل دے دوں گا اسرائیل کی پہاڑی پر جہاں ایک ہی بادشاہ ان پر حکومت کرے گا......''

(کتاب حزقی ایل، باب ۳۷، آیات ۲۱ تا ۲۲)

یہ ہی بات یہودیوں کی مقدس کتاب ''تنک'' (Tanakh) میں اس طرح بیان ہوئی ہے:

''میں تم کو قوموں میں سے نکال لوں گا اور تمام ملکوں سے جمع کروں گا اور تمہارے اپنے ملک میں پہنچا دوں گا، تم میرے حکم پر چلو گے اور میرے قانون کو مان کر اُس کے مطابق عمل کرو گے، تم اُس ملک میں جا بسو گے جو میں نے تمہارے آباؤ اجداد کو دیا تھا''...... (Tanak)

مذکورہ عبارت واضح طور پر اسرائیل کے قیام کی طرف اشارہ ہے، اِس وقت دنیا بھر کے یہودی دنیا کے گوشے گوشے سے کھنچ کر اسرائیل میں آباد ہو رہے ہیں...... عصر حاضر کے بعض علما نے لکھا ہے کہ عین ممکن ہے کہ یہ وہی بات ہو جو قرآن کریم میں اس طرح مذکور ہے:

وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا۝

(سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۱۰۴)

ترجمہ: اور ہم نے بنی اسرائیل سے کہہ دیا ہے کہ اب تم اِس سرزمین میں رہو پھر جب آخرت کا وعدہ ہوگا تو ہم تم سب کو جمع کر کے حاضر کر دیں گے...... (واللہ اعلم بالصواب)

یہودی اپنی سابقہ شان وشوکت کی واپسی کے لیے اپنے ''نجات دہندہ'' کا انتظار کتنی شدت سے کر رہے ہیں اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ 1967ء سے پہلے جب تک یروشلم (ایلیاہ) اُن کے قبضے میں نہیں آیا تھا، وہ یہ دعا کرتے تھے:

''اے خدا! اگلا سال یروشلم میں......''

1967ء میں یروشلم (ایلیاہ) پر قبضے کے بعد اب اُن کے لبوں پر یہ دعا ہوتی ہے:

''اے خدا! ہمارا مسیحا جلد آجائے......''

اہلیانِ مغرب میں ''مسیح آرہے ہیں'' کا نعرہ اور ''O' Jesus Come'' (اے مسیح آجاؤ) کا ترانہ عام ہے اس حوالے سے ان کا تجسس نہایت شدید ہے مختصر یہ کہ یہود ونصاریٰ اور مسلمان تینوں ہی کسی مسیحا کے انتظار میں ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ یہود ونصاریٰ اس کے لیے تیاری کر رہے ہیں، اس کے لیے میدان ہموار کر رہے ہیں اس کے برعکس مسلمان اس فتنے سے نمٹنے کی تیاریاں کرنے کے بجائے بے فکری اور غفلت کی نیند سو رہے ہیں اور کوئی بیدار کرنے کی کوشش کرے تو چراغ پا ہو جاتے ہیں......

مسیحی مبلغ جیری فولویل کا کہنا ہے:

''ہمارا عقیدہ ہے کہ ہم آخری زمانے میں رب کی آمد سے پہلے تک زندہ رہیں گے...... میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے بچے پوری زندگی پاسکیں گے......''

اسی طرح مسیحی مبلغ ہینا جرجس اپنی کتاب ''رب کی آمد کی علامات'' میں لکھتا ہے:

''وہ علامات جن کا ذکر رب نے انجیل مقدس میں کیا ہے وہ ان دنوں پوری طرح واضح ہونے لگیں اور ہم انہیں اپنی زندگی میں دیکھ رہے ہیں...... رب نے جن علامات کا ذکر انجیل میں کیا وہ ہم ان دنوں صاف صاف دیکھ رہے ہیں...... یہ گویا اس بات کی دعوت ہے کہ بادلوں پر چل کر آنے والے رب کے استقبال کے لیے ہم پوری طرح تیار ہو جائیں......''

یہود ونصاریٰ آرمیگیڈون (جنگِ عظیم) اور مسیح الدجال کے استقبال کی بھرپور تیاریاں کر رہے ہیں

اور صرف اُس قیامت خیز اشارے کے منتظر ہیں جو گنبد صخرہ کے انہدام پر ہوگا کیونکہ اُن کے نظریات کے مطابق ہیکل کی مسمار شدہ عمارت گنبد صخرہ کے نیچے ہے اور جب گنبد کی بنیادیں اکھڑ کر ہیکل کے آثار برآمد ہوں گے تو مسیح الدجال نکل آئے گا، اُس کی آمد پر غیر یہودیوں (Gentiles) بالخصوص مسلمانوں کا قتل عام ہوگا اور اہل مغرب (یہودی وعیسائی) بلاشرکت غیرے اِس کرۂ ارض کے مالک بن بیٹھیں گے اور دنیا پر دجال کا تسلط قائم ہو جائے گا......

حقیقی منظرنامہ کچھ یوں بنتا ہے کہ جب یہودی دیکھیں گے کہ حضرت امام مہدی کی قیادت میں مسلمانوں کا پلڑا بھاری ہونے لگا ہے تو کوئی اسرائیلی رہنما "اَنَا الْمَسِیْح" کا نعرہ لگا کر میدان میں کود جائے گا...... مغربی ممالک میڈیا کے ذریعے دجال کی شخصیت کو ایک مصلح (Reformer) اور عظیم مدبر (Statesman) کے طور پر پیش کریں گے اور یہ ہی "اَلْمَسِیْحُ الدَّجَّال" ہوگا جس کے ہاتھوں مسلمانوں کو شدید ہزیمت اٹھانی پڑے گی اور ایک مختصر مدت کے لیے عظیم تر اسرائیلی ریاست (Greater Israel) قائم ہو ہی جائے گی پھر اصل مسیحا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو واصل جہنم اور یہودیوں کو نیست و نابود کریں گے اور اسرائیل ہی یہودیوں کا قبرستان بن جائے گا......

یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ آخر یہودی کس مسیحا (مسیح الدجال) کے انتظار میں ہیں؟...... ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ نے ایک وجود کو تخلیق کیا ہے، اللہ نے اسے ایک مشن دیا ہے کہ وہ مسیحا کے بھیس میں آئے گا، ڈھونگ رچائے گا کہ وہ ہی اصل مسیحا ہے...... دراصل اِس سے لوگوں کی آزمائش مقصود ہے کہ لوگ سچے اور جھوٹے مسیحا میں تفریق کرسکیں...... وہ جھوٹا مسیح دجال ہے...... وہ لوگوں کو دھوکے میں مبتلا کرے گا اور اُنہیں فریب میں ڈال دے گا...... اُس کے دور میں ہر شے کے دو روپ ہوں گے اور وہ اِس طرح لوگوں کو الجھائے گا کہ سچ اور جھوٹ میں فرق کرنا یعنی حقیقت اور جعل سازی میں تمیز کرنا مشکل ہو جائے گا...... وہ یروشلم پر بھی تسلط قائم کرلے گا اور کہے گا کہ میں مسیحا ہوں...... یہودیوں کی اکثریت اُس کے فریب پر یقین کرلے گی اور اس کے پیروکاروں میں شامل

ہو جائے گی اور مان لے گی کہ وہ مسیحا ہے ...... وہ اصل مسیحا نہ ہوگا مگر یہودی دھوکا کھا جائیں گے...... بالآخر دجال کی قیادت میں اسرائیل کی حکمرانی دنیا پر قائم ہو جائے گی...... یروشلم اُس کا پایہ تخت ہوگا اور وہ دنیا پر اپنا تسلط قائم کرنے کے بعد ہاتھ مَل کر کہے گا کہ میں نے اپنا مشن مکمل کرلیا......

تاریخ مذاہب عالم کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ ہم ایک مسیحا یعنی نجات دہندہ بھیجیں گے جو تمہیں مظالم سے نجات دلائے گا اور یہ وعدہ ایک ایسے وقت میں کیا گیا تھا کہ جب وہ در بدر پھر رہے تھے...... مقدس سرزمین (موجودہ فلسطین) غیر اسرائیلیوں کے قبضے میں تھی...... مگر اللہ کے وعدے کے پیش نظر یہودیوں کو یقین تھا کہ وہ دوبارہ اپنا کھویا ہوا مقام اور اپنی کھوئی ہوئی ریاست حاصل کرلیں گے...... مسیحا آئے گا اور اُن کی سابقہ شان وشوکت کو بحال کردے گا......

تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جب یہودیوں کو غلامی میں 100 برس بیت گئے تو یکا یک واقعات کا پیچ در پیچ سلسلہ شروع ہوا...... بنی اسرائیل دوبارہ مقدس سرزمین پر آباد ہوگئے اور وہاں حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو عبادت گاہیں تعمیر کرائیں تھیں اُن مسمار شدہ عبادت گاہوں کی تعمیر نو شروع ہوئی......

ذرا چشم تصور میں وہ مناظر لائیں کہ خدائی وعدے کی تکمیل پر اُن لوگوں کے جذبات کا کیا عالم ہوگا کہ اُن سے کیے گئے خدائی وعدے پورے ہوئے اور سنہرا دور واپس لوٹ آیا مگر چند برسوں بعد اپنے سیاہ کرتوتوں کے باعث وہ پھر غلامی کا شکار ہوئے، اہل روم نے انہیں ان کی سرزمین سے بے دخل کردیا اور وہ پھر کسی مسیحا، کسی نجات دہندہ کا انتظار کرنے لگے، اُنہیں یقین تھا کہ مسیحا آئے گا اور انہیں غلامی سے نجات دلائے گا......

مسیحا یعنی نجات دہندہ آیا، بالکل آیا...... یہ نجات دہندہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے روپ میں تشریف لائے اور مومنین ان پر ایمان بھی لائے مگر بعض نام نہاد مبلغین اور ربیوں نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی تکفیر کی، وہ مسیحا کو نہ پہچان سکے اور معاذ اللہ انہوں نے مقدس مریم پر تہمت لگائی اور عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت پر معاذ اللہ شکوک وشبہات کا اظہار کیا، اگر وہ ایمان کی آنکھ سے دیکھتے تو

ایسا کبھی نہ کرتے اور کبھی پاکیزہ مریم علیہا السلام پر الزام نہ لگاتے...... چونکہ یہودی اصل مسیحا کا ادراک نہیں کر پائے اور گمراہی کا شکار ہو گئے لہٰذا دنیا کی قیادت اُن سے چھین لی گئی اور مقدس سرزمین اہل روم کے تسلط میں چلی گئی اور یوں وہ اُس عظیم الشان سلطنت سے محروم ہو گئے جو حضرت داؤد علیہ السلام نے قائم کی تھی...... ان کا سنہرا دور اپنے اختتام کو پہنچا اور وہ پھر مسیحا کا انتظار کرنے لگے...... اُن کی آنکھوں پر غفلت کا پردہ پڑ گیا...... یہ سلسلہ مبہم ہی رہا یہاں تک کہ 600 برس اسی طرح گزر گئے کہ قرآن مجید کا نزول ہوا اور اس نے تصدیق کی اور ابہام دور کیا کہ نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دی گئی نہ قتل کیا گیا بلکہ انہیں زندہ آسمانوں پر اٹھا کر یہود و نصاریٰ کو شبہے میں ڈال دیا گیا...... مگر یہودی عیسیٰ علیہ السلام کو مسیحا سمجھنے کے بجائے بضد ہی رہے کہ نہیں وہ مسیحا کوئی اور ہے، وہ مسیحا آئے گا اور اُن کی سابقہ شان و شوکت بحال کرے گا......

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو بتایا کہ یہودی جس مسیحا کے منتظر ہیں وہ مسیحا نہیں بلکہ مسیح الدجّال ہو گا...... اللہ نے اسے ایک مشن دیا ہے کہ وہ مسیحا کے بھیس میں آئے گا، ڈھونگ رچائے گا کہ وہ ہی اصل مسیحا ہے...... دراصل اس سے لوگوں کی آزمائش مقصود ہے کہ لوگ سچے اور جھوٹے مسیحا میں تفریق کر سکیں...... دجّال کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ لوگوں کو دھوکے میں مبتلا کرے گا، انہیں فریب میں ڈال دے گا...... یہودیوں کی اکثریت اُس کے فریب پر یقین کر لے گی اور اس کے پیروکاروں میں شامل ہو جائے گی اور مان لے گی کہ یہ مسیحا ہے...... وہ اصل مسیحا نہ ہو گا مگر یہودی دھوکہ کھا جائیں گے...... بالآخر اسرائیل کی جعلی حکمرانی دنیا پر قائم ہو جائے گی......

جب دجّال ظہور پذیر ہو گا تو وہ جزیرے سے باہر آ جائے گا اور اپنے مشن کی تکمیل میں جُت جائے گا...... بنی اسرائیل اپنی اصل سرزمین پر دوبارہ آباد ہو جائیں گے اور عظیم الشان سلطنت اسرائیل کا قیام عمل میں آ جائے گا...... یہودی سمجھیں گے کہ وہ سلطنت جو کہ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے قائم کی تھی اس کا دوبارہ ظہور ہو گیا ہے اور پھر تمام دنیا ریاستِ اسرائیل کے اشاروں پر ناچے گی......

اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ دجال اور یہودیوں کے بارے میں مولانا مودودی مرحوم کا بھی ایک اہم تجزیہ حساس دلوں کے سامنے رکھ دیا جائے اور اسی پر اس بحث کا خاتمہ ہو، وہ لکھتے ہیں:

''اگر کوئی شخص مشرق وسطیٰ کے حالات پر ایک نگاہ ڈالے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئیوں کے پس منظر میں ان کو دیکھے تو وہ فوراً یہ محسوس کرے گا کہ اس دجّال اکبر کے ظہور کے لیے اسٹیج بالکل تیار ہو چکا ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دی ہوئی خبروں کے مطابق یہودیوں کا ''مسیح موعود'' بن کر اٹھے گا...... اس ریاست کے لیڈروں نے اپنی اس تمنا کو کچھ چھپا کر نہیں رکھا ہے کہ وہ اپنی ''میراث کا ملک'' حاصل کرنا چاہتے ہیں...... مستقبل کی یہودی سلطنت کا جو نقشہ وہ ایک مدت سے کھلم کھلا شائع کر رہے ہیں، ان حالات کو دیکھتے ہوئے صاف محسوس ہوتا ہے کہ آئندہ کسی عالمگیر جنگ کی ہڑبونگ سے فائدہ اٹھا کر وہ ان علاقوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے اور ٹھیک اس موقع پر وہ دجّال اکبر ان کا مسیحِ موعود بن کر اٹھے گا جس کے ظہور کی خبر دینے ہی پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکتفا نہیں فرمایا ہے بلکہ یہ بھی بتا دیا ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں پر مصائب کے ایسے پہاڑ ٹوٹیں گے کہ ایک دن ایک سال کے برابر محسوس ہوگا...... اسی بنا پر آپ فتنۂ مسیح الدجّال سے خود بھی خدا کی پناہ مانگتے تھے اور اپنی امت کو بھی پناہ مانگنے کی تلقین فرماتے تھے''...... (تفہیم القرآن)

## دجّال کے ممکنہ پیروکار یہودیوں کا بڑھتا ہوا بین الاقوامی اثر ورسوخ

دنیا بھر میں دربدر کی ٹھوکریں کھانے والے یہودی بہت پہلے ہی اس حقیقت کا ادراک کرنے میں کامیاب ہو چکے تھے کہ اُن کی مٹھی بھر تعداد دنیا بھر میں مقیم کروڑوں مسلمانوں اور عیسائیوں کو کبھی مغلوب نہیں کرسکتی لہٰذا انہوں نے حکمت عملی تبدیل کی اور منصوبہ بنایا کہ اگر وہ معیشت، میڈیا، انشورنس، بینکنگ اور سائنسی میدان پر اپنا تسلط جمالیں تو پوری دنیا پر اپنا تسلط قائم کرسکتے ہیں اور آج وہ اپنے منصوبے میں کچھ اس طرح کامیاب ہو چکے ہیں کہ عالمی قوتیں بھی ان کے تسلط کے سامنے بے بس ہیں......

دنیا کی مجموعی آبادی 6 ارب سے تجاوز کر گئی ہے اور اس میں یہودیوں کی تعداد ایک کروڑ 46 لاکھ سے زائد نہیں، یعنی دنیا کی مجموعی آبادی کے تناسب سے یہ تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں مگر ان ایک کروڑ چھیالیس لاکھ افراد نے پوری دنیا کی ناک میں نکیل ڈال رکھی ہے......ان میں سے 70 لاکھ یہودی امریکا میں مقیم ہیں، جبکہ 50 لاکھ ایشیائی باشندے ہیں......20 لاکھ نے یورپی شہریت اختیار کر رکھی ہے اور چھ لاکھ افراد براعظم افریقا میں سکونت پذیر ہیں......اگر یہودیوں کی اس قلیل آبادی کا موازنہ دنیا کے تمام براعظموں میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کی کثیر آبادی سے کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ دنیا بھر میں مسلمانوں کی مجموعی تعداد کوئی ڈیڑھ ارب نفوس پر مشتمل ہے......جس میں سے 1 ارب سے زائد مسلمان براعظم ایشیا میں مقیم ہیں، جبکہ 40 کروڑ براعظم افریقا میں رہائش پذیر ہیں جبکہ 4 کروڑ 40 لاکھ مسلمانوں نے یورپی اور 60 لاکھ نے امریکی شہریت اختیار کر رکھی ہے......ایک تخمینے کے مطابق روئے زمین پر ہر پانچواں شخص مسلمان ہے اور ہر ایک یہودی کے مقابل 107 مسلمان ہیں مگر اس کے باوجود ایک کروڑ 46 لاکھ یہودی ڈیڑھ ارب مسلمان آبادی سے زیادہ طاقتور ہیں......افرادی قوت کے حوالے سے بلاشبہ مسلمانوں اور یہودیوں کا کوئی موازنہ نہیں مگر قوت اور عالمی اثر ونفوذ کے اعتبار سے یہودی، مسلمانوں سے ہزار گنا آگے ہیں، زندگی کے ہر مادی شعبے میں انہیں مسلمانوں پر سبقت حاصل ہے......جدید تاریخ کا دھارا بدلنے والے بڑے نام یہودی ہیں مثال کے طور پر دنیا کا

ذہین ترین سائنسدان البرٹ آئن اسٹائن، مشہور ماہر نفسیات سگمنڈ فرائیڈ، بابائے اشتراکیت کے لقب سے موسوم، داس کیپٹل جیسی شہرۂ آفاق کتاب کا مصنف کارل مارکس، نوبل انعام یافتہ امریکی ماہرین معاشیات پال سیموئل سن اور ملٹن فرائیڈ مین بھی یہودی تھے...... مختلف شعبوں میں عمدہ کارکردگی پر نوبل پرائز سے نوازے جانے کا سلسلہ 1901ء سے جاری ہے...... نوبل انعام یافتگان میں یہودی نمایاں ہیں مثال کے طور پر گزشتہ 109 برسوں کے دوران دنیا کے قلیل التعداد یہودی لگ بھگ کوئی 180 نوبل انعامات جیت چکے ہیں جبکہ ان کے مقابلے میں کثیر التعداد مسلمان چند نوبل پرائز ہی جیت سکے ہیں......

صرف یہ ہی نہیں بلکہ آج دنیا کے تمام اہم صنعت وکاروبار پر یہودی قابض ہیں...... پیپسی، لیور برادرز، پولو، والز، باٹا، ٹائم میگزین، سی این این، بروک بانڈ، لپٹن، کیوی، کول گیٹ، سنگر اور نیسلے، یہ تمام عالمی ادارے یا تو خود یہودیوں کی ملکیت ہیں یا ان میں ان کا نمایاں حصہ ہے......

اب ہم وہ شواہد وحقائق پیش کرتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہودی دنیا کے وسائل اور کاروبار پر کس طرح قابض ہیں......

## طب کے میدان میں یہودیوں کی برتری:

طب کے شعبے میں گزشتہ چند عشروں میں یہودیوں نے جو ایجادات کیں اُن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

☆ ...... بینجمن روبن وہ یہودی ماہر طب تھا جس نے چیچک کا ٹیکہ ایجاد کیا......

☆ ...... جوناس سالک نے دنیا کی سب سے پہلی پولیو ویکسین ایجاد کی بعد ازاں اسی پولیو ویکسین کو جدید شکل میں ڈھالنے کا سہرا بھی ایک یہودی ڈاکٹر البرٹ سبین کے سر بندھتا ہے......

☆ ...... لیوکیمیا (Leukemia) جیسی مہلک بیماری سے مدافعت کی ادویہ بھی گرٹروڈ ایلین نامی یہودی کے ذہن رسا کا کارنامہ ہے......

☆......باروش بلومبرگ نے ہیپاٹائٹس ۔بی سے بچاؤ کی دوا تیار کی......

☆......پیچیدہ جنسی امراض (Syphilis) کا علاج بھی ایک یہودی پال اہرلچ نے دریافت کیا......

☆......ایلی میشنی کوف نامی یہودی نے اعصابی امراض (Neuromuscular Disease) سے متعلق تحقیق پر طب کا نوبل پرائز حاصل کیا......

☆......اینڈریو شلیے نے ''Endocrinology'' (ہارمونز پیدا کرنے والا گلینڈز سے متعلق طبی شاخ) میں مفید تحقیق پر نوبل پرائز حاصل کیا......

☆......ایرون بیک نے فزیوتھراپی کی طرز پر اعصابی خلیات کی بحالی کے لیے ''Cognitive Therapy'' کی تکنیک ایجاد کی جس سے دماغی امراض میں مبتلا افراد کا علاج آسان ہو گیا......

☆......گریگوری پنکس نے قوت گویائی سے متعلق دوا ایجاد کی......

☆......جارج والڈ نے امراض چشم میں اپنی خدمات پر نوبل پرائز حاصل کیا......

☆......سٹینلے کوہن ''Embryology'' (نظام انہضام اور جنسی قوت پر اس کے اثرات کا علم) میں خدمات پر نوبل پرائز کا حقدار قرار پایا......

☆......امراض گردہ میں مبتلا افراد کے لیے ڈائیلاسز مشین (Dialysis Machine) بھی ایک یہودی ولیم کلوف کیم کی ایجاد ہے......

## جدید ایجادات اور یہودی:

عالمی تاریخ کو بدل دینے والے ناموں میں سے نمایاں نام یہودیوں کے ہیں مثال کے طور پر:

☆......سٹینلے میزر نے پہلی مائیکرو پراسیسنگ چپ (Micro Processing Chip) ایجاد کی......

☆......لیوسز لینڈ نے پہلا ایٹمی چین ری ایکٹر ایجاد کیا......

☆......پیٹر شلز آپٹیکل فائبر کیبل کا موجد ہے......

☆......ٹریفک لائٹس کا منصوبہ چارلس ایڈلر نے پیش کیا......

☆......اسٹین لیس اسٹیل، بینوسٹراس کی ایجاد ہے......

☆......ساؤنڈ مووویز کی تکنیک ایساڈورکیسی کے ذہن رسا کا کارنامہ ہے......

☆......ٹیلی فونک مائیکروفون، ایمائیل برلنر کی ایجاد ہے......

☆......ویڈیوٹیپ ریکارڈر چارلس گنز برگ کی ایجاد ہے......

## شوبزنس اور یہودی:

مغربی شوبزنس کے شعبے کے درخشاں ستارے ہیرسن فورڈ، جارج برنز، ٹونی کرٹیز، چارلس برانسن، سینڈرائبل اوک، بلی کرسٹل، ووڈی ایلن، پال نیومین، پیٹرسیلرز، ڈسٹین ہوف مین، مائیکل ڈگلس، بین کنگسلے، کرک ڈگلس، گولڈی ہان، کیری گرانٹ، ولیم شیٹنر، جیری لوئس اور پیٹرفاک تمام کے تمام یہودی ہیں......حقیقت یہ ہے کہ ہالی ووڈ کی بنیاد ہی یہودیوں نے رکھی تھی، اس کے بڑے بڑے ڈائریکٹرز اور پروڈیوسرز جن میں اسٹیون اسپیلبرگ، میل بروکس، اولیور اسٹون، ایرون اسپیلنگ (فلم بیورلے ہلز کا خالق)، نیل سائمن (فلم ''The Odd Couple'' کا تخلیق کار)، اینڈریو وائنا (فلم ''ریمبو'' کا فلم ساز)، مائیکل مین، میلوس فورمین، ڈگلس فیئر بینکس (فلم ''The Thief of Baghdad'' کا فلم ساز) اور ''Ghostbusters''، جیسی فلم کا تخلیق کار اورون ریٹ مین سب یہودی ہیں......

## اسپورٹس کے شعبے میں یہودیوں کی کارکردگی:

☆......اولمپک مقابلوں میں مارک اسپٹز نے سات طلائی تمغے جیت کر اپنی نوعیت کا منفرد کارنامہ انجام دیا

☆......لینی کریاز البرگ نے تین مسلسل اولمپک مقابلوں میں طلائی تمغے جیت کر ریکارڈ قائم کیا......

☆......مشہور ٹینس اسٹار بورس بیکر بھی یہودی ہے......

# عالمی بزنس سے وابستہ چند نامور یہودی

| نمبر شمار | نام | وجۂ شہرت | شعبہ |
|---|---|---|---|
| 1 | رالف لارین | Polo | بزنس گروپ |
| 2 | لیویز اسٹراس | Levi's Jeans | گارمنٹس |
| 3 | ہاورڈ شلز | Starbuck's | بزنس گروپ |
| 4 | سرجی برن | Google | انفارمیشن ٹیکنالوجی |
| 5 | مائیکل ڈیل | Dell | انفارمیشن ٹیکنالوجی |
| 6 | لیری ایلی سن | Oracle | انفارمیشن ٹیکنالوجی |
| 7 | ڈونا کیرن | DKNY | گارمنٹس |
| 8 | آئرورو بن | Baskins & Robbins | بزنس گروپ |
| 9 | بل روزن برگ | Dunkin Donuts | فوڈ سروسز |

# عالمی میڈیا پر یہودیوں کی اجارہ داری

| نمبر شمار | نام | وجۂ شہرت |
|---|---|---|
| 1 | وولف بلزر | سی این این |
| 2 | باربرا والٹرز | اے بی سی نیوز |
| 3 | یوجین مائر | واشنگٹن پوسٹ |
| 4 | ہنری گرونوالڈ | مدیر اعلیٰ "ٹائم میگزین" |
| 5 | کیتھرائن گراہم | واشنگٹن پوسٹ کا ناشر |
| 6 | جوزف للی یالڈ | ایگزیکٹو ایڈیٹر، نیویارک ٹائمز |
| 7 | میکس فرینکل، جوزف لیلیڈ | نیویارک ٹائمز |

## بین الاقوامی امور پر صیہونی غلبہ

| نمبر شمار | نام | وجہ شہرت |
|---|---|---|
| 1 | رچرڈ لیوین | صدر، یال یونیورسٹی، امریکا |
| 2 | ہنری کسنجر | سابق امریکی سیکریٹری آف اسٹیٹ |
| 3 | ایلن گرینس پان | موجودہ چیئرمین فوڈ ڈپارٹمنٹ، امریکا |
| 4 | جوزف لائبرمین | سابق امریکی سیکریٹری آف اسٹیٹ |
| 5 | میڈلین البرائٹ | سابق امریکی سیکریٹری آف اسٹیٹ |
| 6 | کاسپروین برجر | سابق امریکی سیکریٹری دفاع |
| 7 | میکسم لیٹوینو | سابق سوویت وزیر خارجہ |
| 8 | ڈیوڈ مارشل | اولین وزیر اعظم، سنگاپور |
| 9 | ایزاک ایزاکس | سابق گورنر جنرل، آسٹریلیا |
| 10 | بینجمن ڈیزرائیلی | برطانیہ کا مدبر اور نامور مصنف |
| 11 | یوگنی پریماخوف | سابق وزیر اعظم، روس |
| 12 | بیری گولڈ واٹر | سابق وزیر اعظم، پرتگال |
| 13 | جارج سمپائیو | سابق وزیر اعظم، پرتگال |
| 14 | جان ڈیوٹسے | سابق ڈائریکٹر، سی آئی اے، امریکا |
| 15 | ہرب گرے | سابق نائب وزیر اعظم، کینیڈا |
| 16 | پیری مینڈیس | سابق وزیر اعظم، فرانس |
| 17 | مائیکل ہاورڈ | سابق وزیر داخلہ، برطانیہ |
| 18 | برونو کریسکی | سابق چانسلر، آسٹریا |
| 19 | رابرٹ روبن | سابق امریکی سیکریٹری آف ٹریژری |

مذکورہ بالا اعداد و شمار چیخ چیخ کر یہ گواہی دے رہے ہیں کہ یہودی دنیا کی طاقتور ترین اور بااثر قوم کا روپ دھار چکے ہیں اور ممکنہ طور پر دجّال کے خروج کی راہ ہموار کر رہے ہیں......

یہودیوں کی ان غیر معمولی کامیابیوں کے پس پشت کیا حقائق ہیں اس کی وضاحت سابق اسرائیلی وزیراعظم ایریل شیرون کے ان الفاظ سے ہوتی ہے جو انہوں نے امریکا میں ایک خطاب میں کہے تھے وہ کہتے ہیں کہ ''اسرائیل نے اپنے قیام کے مختصر عرصے میں حیرت انگیز کامیابیاں حاصل کی ہیں، ہم نے پانچوں براعظموں سے کئی لاکھ یہودیوں کو اسرائیل منتقل کیا ہے، یہ سب علیحدہ علیحدہ 82 قسم کی زبانیں بولنے والے لوگ تھے لیکن آج یہ تمام مہاجرین اسرائیل میں پوری طرح جذب ہو گئے ہیں اور یہ سب کے سب ایک ہی زبان ''عبرانی'' بولتے ہیں جو کتاب مقدس کی زبان ہے......ہم نے اپنی ریاست صحت، تحقیقاتی کام اور تعلیمی اداروں کے اعلیٰ نمونے قائم کیے ہیں جن کی مثال دنیا میں بہت کم ہے...... ہم نے زراعت کے میدان میں بھی عمدہ کامیابی حاصل کی ہے اور ہمارے ہاں دوسرے ممالک کے مقابلے میں آبادی کے تناسب سے سب سے زیادہ انجینئرز ابھر کر سامنے آئے ہیں......اسی طرح ہمارا ملک ان چند منتخب ممالک میں سے ایک ہے جس نے خلا میں مصنوعی سیارے روانہ کیے ہیں......

(بحوالہ واشنگٹن پوسٹ، بتاریخ 2005-5-24)

اسی طرح ایک اور امریکی یہودی ''ایری فلیشر'' نے جو کافی عرصے تک وہائٹ ہاؤس کا ترجمان رہا ہے، اُس نے امریکی۔ یہودی پالیسی کانفرنس میں یہودیوں کی خوبیاں گنواتے ہوئے کہا تھا:

''کیا، کیوں اور کہاں کے سوالوں سے قطع نظر ہمیں بس صرف ایک بات یاد رکھنی چاہیے کہ ہم یہودی ہیں، ہم خواہ واشنگٹن میں ہوں یا کسی بھی دوسرے ملک میں، ہم واشنگٹن میں بھی اسی طریقے سے اپنی عبادتیں ادا کرتے ہیں جیسے نیویارک، لندن، شنگھائی، ایتھوپیا یا یروشلم میں ادا کرتے ہیں، یہ ہی وہ بنیادی سبب ہے جو ہمارے بھائیوں کو ہمیشہ ہمیشہ اور ہمیشہ متحد رکھے گا......''

(بحوالہ واشنگٹن پوسٹ، بتاریخ 2005-5-22)

اسی طرح اسرائیلی وزیرِاعظم ایہود اولمرٹ نے بھی ایک موقع بڑا معنی خیز جملہ کہا تھا کہ زمین کی سطح سپاٹ اور ہموار (flat) ہے......اُن کا اشارہ غالباً عالمگیر توسیع پسندی اور مستقبل میں تمام دنیا پر اسرائیلی تسلط قائم کرنے کی جانب ہے اور آثار و قرائن یہ بتاتے ہیں کہ وہ جلد اپنے ارادوں کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہو جائیں گے......

## دجال کے کارندے

مسیحی مبلغ جیری فال ویل امریکا کے سب سے زیادہ سنے جانے والے مقرر کی حیثیت سے دنیا بھر میں مشہور ہے، یہ اپنی شعلہ بار تقاریر میں سامعین کا لہو گرمانے کے لیے اسلام اور پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخیاں کیا کرتا تھا، 2007ء میں اس ملعون کی موت واقع ہوئی مگر دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اس کے کارندوں کی ایک بڑی کھیپ آج بھی اپنی مذموم سرگرمیوں میں مصروفِ عمل ہے۔ اپنے مذموم مقاصد کے لیے ایونجلسٹ جیری فال ویل کی جدوجہد پر مبنی داستان پوری نصف صدی پر محیط ہے اور امریکا کی موجودہ صلیبی اسٹیبلشمنٹ کی بنیاد اسی کے عقائد نے رکھی تھی۔ اس کا فرقہ امریکا میں بہت طاقتور ہو چکا ہے اور اس کے ٹی وی چینل پر پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہرزہ سرائی خود نیک دل مسیحیوں کے لیے تکلیف کا باعث بنی رہی ہے۔ ری پبلکن پارٹی کے نیو کانز دراصل اسی فال ویل کے چیلے ہیں۔ امریکا میں ایونجلسٹ عیسائیوں کی تعداد تقریباً 6 کروڑ ہے۔ اعتدال پسند مسیحی فال ویل کو پسند نہیں کرتے تھے۔ فال ویل خود کو مذہبی کہتا تھا لیکن نسل پرست تھا اور جنوبی افریقا کی نسل پرست حکومت کا زبردست وکیل تھا۔ اعتدال پسند مسیحی اسے متعصب، جنونی، تنگ نظر اور منتقم مزاج سمجھتے تھے لیکن فال ویل کا اصل کام بہت سے لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہے اور وہ یہ کہ اس نے لاکھوں افراد تیار کیے جو کسی بھی مختصر نوٹس پر مسیح کی آمدِ ثانی کے آثار دیکھتے ہی ارضِ مقدس کا سفر کرنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔ مسیح کی آمدِ ثانی واقعتاً قریب ہے لیکن اس سے پہلے مسیح الدجال (اینٹی کرائسٹ) کا ظہور ہوگا اور سچ یہ ہے کہ فال ویل جیسے لوگ اسی مسیح الدجال کے نائبین ہیں جو اس کی آمد کے لیے اسٹیج تیار کرنے میں مصروف ہیں۔ اس اسٹیج کا سب سے اہم حصہ ارضِ مقدس کے بعد خود امریکا ہے۔ اسی تناظر میں یہ امر دیکھیں کہ صیہونیوں کی جانب سے مسجدِ اقصیٰ کے نزدیک صیہونی عبادت گاہ کی تعمیر کے منصوبے کے منظرِ عام پر آنے کے بعد مشرقِ وسطیٰ میں جاری جنگ اب نیا موڑ مڑنے والی ہے اور وہ سارے حالات بتدریج پیدا ہونے والے ہیں جن کی پیش گوئیاں الہامی کتب میں موجود ہیں۔ یہ بات حیرت انگیز ہے کہ بائبل میں جہاں بے شمار مواد تحریف کی زد میں آیا، اس کی کتاب ''مکاشفات'' میں زیادہ ردّ و بدل کے ثبوت سامنے نہیں آئے۔ ایک مسیحی روایت کے مطابق دجال کا ظہور تب ہوگا جب رومن سلطنت کا احیاء ہوگا۔ آپ یہ سوچیے کہ یورپی یونین پارلیمنٹ اور یورپی مشترکہ منڈی کے قیام کو رومن سلطنت کے احیاء کے سوا کوئی اور نام دیا جا سکتا ہے؟

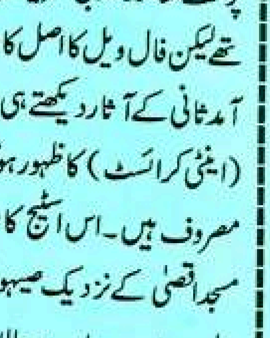

ظہورِ دجال پر سینکڑوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور کچھ مواد تو ایسا ہے کہ پڑھ کر یہ یقین ہو جاتا ہے کہ دجال بس اب آیا کہ آیا۔ ایک کھلا راز یہ ہے کہ دنیا بھر میں اس کے ان گنت ''نائبین'' سرگرم ہو چکے ہیں۔ نائب کی ایک خاص نشانی یہ ہے کہ جب وہ کسی ہم منصب کو دیکھ کر اس کی طرف ہاتھ لہراتا ہے تو ہاتھ کی پہلی اور آخری انگلی (چھنگلی) کھڑی ہوتی ہے، باقی دو انگلیاں اندر کی طرف بند جب کہ انگوٹھا افقی (Horizontal) ہوتا ہے۔ یہ شیطان کے سر کی علامت ہے۔ بہرحال دجال کے کارندے ان گنت ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ امریکی و برطانوی حکومت کے بعض اعلیٰ عہدیدار اور سائنس دان بھی ان کارندوں میں شامل ہیں اس حوالے سے بعض امریکی صدور اور برطانوی وزرائے اعظم کے ہاتھوں کی کچھ ٹی وی کلپنگز بھی قابلِ توجہ ہیں۔

## تمام شیطانی قوتیں اور جادوگر دجّال کے ہمراہ ہوں گے

حدیث اقدس ہے کہ جب دجّال نمودار ہوگا تو تمام شیطانی قوتیں اور جادوگر اس کے ہمراہ ہوں گے......(البدایہ والنہایہ فی الفتن والملاحم)

جادو کو عہد جدید میں ایک نئے انداز میں متعارف کرایا جا رہا ہے...... بڑے شہروں میں با قاعدہ جادو کے اسٹیج شوز منعقد کرائے جا رہے ہیں نیز دنیا کے بڑے جادوگر اس وقت یہودیوں میں موجود ہیں جنہوں نے جادوئی علوم میں انتہائی ترقی کی ہے...... مسمریزم، ہپناٹزم، ٹیلی پیتھی اور اسی نوع کے دیگر علوم بھی ان ہی کی ایجادات ہیں...... جادو کے مختلف قسم کے نشانات تمام دنیا میں گھر گھر پہنچ چکے ہیں...... مثلاً مغرب کی بعض مصنوعات ایسی ہیں جن پر چھ کونوں والا داؤدی ستارہ (David Star) بنا ہوتا ہے...... چھ کونوں والا داؤدی ستارہ ✡ دو تکونوں سے مل کر بنا ہوتا ہے جس میں سے ایک تکون کی نوک کا رخ نیچے کی جانب جبکہ دوسرے تکون کی نوک کا رخ اوپر کی جانب ہوتا ہے جس کے متعلق یہودیوں کا کہنا ہے کہ پہلا تکون روحانیت (Spiritualism) اور دوسرا تکون مادیت (Materialism) کی علامت ہے......

مذکورہ حدیث اقدس سے یہ مراد بھی لی جا سکتی ہے کہ شیطانی قوتیں اُس کی آمد کی راہ ہموار کریں گی اور جب وہ نمودار ہوگا تو اپنی تمام تر صلاحیتیں اور قوتیں اُس کی جھولی میں ڈال دیں گی اور تن من دھن سے اُس کے مشن کو کامیاب بنانے میں جُت جائیں گی...... آج کی سائنس کسی جادوگری سے کم نہیں اور کہا جاتا ہے کہ دجّال کو غیر معمولی سائنسی طاقتیں حاصل ہوں گی...... مغرب کی تجربہ گاہوں میں مصروف کار دنیا کے ذہین ترین دماغ جو کچھ ایجاد کر رہے ہیں یہ دراصل دجّال کے ظہور کے لیے میدان ہموار کر رہے ہیں یہ اپنی ساری ٹیکنالوجی اس کے دامن میں ڈال دیں گے کیونکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجّال کی جو شعبدے بازیاں بیان کی ہیں وہ بعض محققین کے مطابق سائنس کے بل پر ہی ہوں گی......

جہاں تک شیطانی قوتوں کا اُس کی جانب مائل ہونا ہے تو یہ اب کوئی راز کی بات نہیں رہی کہ گزشتہ

صدی کے آغاز ہی سے بعض عالمی قوتوں نے جس طرح اسرائیل کے قیام کی راہ ہموار کی وہ دراصل دجّال کی راہ ہموار کرنے ہی کے مترادف ہے کیونکہ دجّال کی افرادی قوت یہودیوں پر ہی مشتمل ہوگی...... سابق امریکی صدر رچرڈ نکسن نے اپنی کتاب "Victory Without War" میں لکھا ہے کہ اکیسویں صدی میں امریکی پوری دنیا کے حکمران ہوں گے...... یہ فتح انہیں بلا کسی جنگ کے حاصل ہوگی پھر امور مملکت مسیح (یعنی مسیح الدجّال) سنبھال لیں گے......(Victory Without War)

ایک اور امریکی صدر جمی کارٹر اس کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''اسرائیل کا قیام، بائبل کی پیش گوئی کی تکمیل اور بائبل کے بیان کا حاصل ہے''...... (ہال سیلز، کتاب خوفناک جدید صلیبی جنگ)

اِن عبارتوں سے پتہ چلتا ہے کہ امریکا کی موجودہ ذمے داریاں دجّال کی راہ ہموار کرنے کے حوالے سے نہایت اہم ہیں اور ایک مخصوص مرحلے پر وہ دنیا کی کمان اُس کے ہاتھ میں دے دے گا...... امریکا سے قبل اسی قسم کی ذمے داریاں برطانیہ نے بھی نبھائی تھیں جس کی تاریخ بڑی دلچسپ ہے......

نومبر 1917ء میں برطانیہ نے ایک ایسا قدم اٹھایا جو بڑا پراسرار اور حیرت انگیز اور نا قابل یقین تھا...... برطانیہ جو موجودہ سیکولر دنیا کا بانی ہے اسی برطانیہ میں ایک قرار داد منظور ہوئی جسے بالفور ڈکلیریشن کا نام دیا گیا...... 2 نومبر 1917ء کو برطانیہ کے وزیرِ خارجہ آرتھر بالفور نے وہ تاریخی اعلان کیا جو اس کے نام کی نسبت سے اعلانِ بالفور یعنی ''بالفور ڈکلیریشن'' کہلایا...... اس ڈکلیریشن میں یہودیوں کو ایک وطن کے قیام کے لیے برطانیہ کی آشیرباد کی یقین دہانی کرائی گئی تھی...... یہودیوں کی ایک صیہونی تنظیم "Zionists" ایک عرصے سے مشرق وسطیٰ میں برطانوی مفادات کے فروغ کے لیے کام کر رہی تھی...... ''بالفور ڈکلیریشن'' نے ان کی سرگرمیوں کو مزید تقویت عطا کی اور فرانس، اٹلی اور امریکا نے بھی اس کی تائید کی...... 9 دسمبر 1917ء کو برطانوی جنرل ایڈمنڈ ایلن بی کی قیادت میں برطانوی فوج یروشلم میں داخل ہوگئی اور خلافت عثمانیہ کا قبضہ ختم ہوگیا...... فرانس اور برطانیہ نے فلسطین میں "National Home For Jews" کا منصوبہ پیش کیا...... ''بالفور ڈکلیریشن'' اس سازش

کا پیش خیمہ تھا جو آگے چل کر عرب ممالک کے قلب میں اسرائیل کے نام سے ایک صیہونی ریاست کے خنجر کی شکل میں پیوست ہو گیا اور عرب ممالک کی سلامتی دائمی طور پر خطرے میں پڑ گئی......

1922ء میں لیگ آف نیشن نے ''بالفور ڈکلیریشن'' کی بنیاد پر فلسطینی سرزمین پر یہودی ریاست کے قیام کی منظوری دی...... پھر دنیا نے دیکھا کہ ایک ماہ بعد دسمبر 1917ء میں برطانوی فوج ہی تھی جس نے جنرل ایڈمنڈ ایلن بی کی قیادت میں خلافت عثمانیہ کی اسلامی فوج کو شکست دی اور اسرائیل کو آزاد کرالیا......

1948ء میں برطانوی حکومت نے مزید حیرت انگیز قدم اٹھاتے ہوئے اور دنیا بھر میں رائج قوانین کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے ایک علیحدہ یہودی ریاست کے قیام کو عملی جامہ پہنایا...... 1948ء میں برطانیہ کی کوکھ سے ایک ناجائز بچے نے جنم لیا جسے اسٹیٹ آف اسرائیل کا نام دیا گیا......

یہاں ایک بات اور قابل ذکر ہے اور وہ یہ کہ جس طرح برطانیہ اور یہودیوں کے مابین مقدس سرزمین کے حوالے سے پراسرار تعلقات ہیں بالکل اسی طرح امریکا اور یہودیوں کے مابین بھی مقدس سرزمین کے حوالے سے پراسرار خفیہ تعلقات ہیں...... اسرائیل کی ریاست کو جس ملک نے سب سے پہلے تسلیم کیا وہ امریکا ہے...... کیا یہ کوئی اتفاقی عمل ہے؟ ...... جی نہیں! ...... یہ ایک سوچا سمجھا منصوبہ ہے...... امریکا نے اس نوزائیدہ پودے یعنی اسرائیل کی آبیاری کی اور اسے تناور درخت بنایا...... امریکا نے برطانیہ کی کوکھ سے جنم لینے والے اس ناجائز بچے کی پرورش و پرداخت کر کے اسے طاقتور بنایا بلکہ یہ کہیں کہ سپر پاور بنا دیا تو یہ غلط نہ ہوگا...... معیشت کا میدان ہو یا دفاعی میدان...... سائنس ہو یا ٹیکنالوجی ہر میدان میں...... زندگی کے ہر شعبے میں...... ہر طرح سے اس کی مدد کی...... ہر طرح سے اسے تحفظ دیا...... بلکہ اس کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے اقوام متحدہ کے نام سے ایک باقاعدہ عالمگیر ادارے کا قیام عمل میں لایا گیا...... پھر اس کے ذیلی طاقتور ترین ادارے یعنی سلامتی کونسل کا قیام عمل میں لایا گیا جس کا مقصد دنیا میں امن قائم رکھنا قرار دیا گیا...... امریکا سلامتی کونسل میں

مئی 1948ء کا ایک منظر......''State Of Israel'' کے نام سے صیہونی ریاست کے قیام کے اعلان کے بعد خوشی سے مست یہودی نوجوانوں کے چاق و چوبند دستے تل ابیب کی شاہراہوں پر جشن منا رہے ہیں......

آرتھر بالفور
صیہونی ریاست کے قیام کی راہ ہموار کرنے والی ''قرار دادِ بالفور'' کا محرک

THE PALESTINE POST

STATE OF ISRAEL IS BORN

JEWS TAKE OVER SECURITY ZONES

Egyptian Air Force Spitfires Bomb Tel Aviv; One Shot Down

U.S. RECOGNIZES JEWISH STATE

Special Assembly Adjourns

مئی 1948ء کو دنیا بھر میں دربدر اور منتشر یہودیوں کو بالآخر اس وقت ایک مشترکہ ٹھکانہ میسر آگیا جب مغربی قوتوں کی شہ پر ''State Of Israel'' کے نام سے ایک آزاد اور خود مختار صیہونی ریاست کا قیام عمل میں لایا گیا

اسرائیل کا سب سے بڑا وکیل بن کر سامنے آیا...... جب کبھی کسی نے اسرائیل کے قیام پر انگلیاں اٹھائیں امریکا نے ویٹو پاور استعمال کیا اور اس بچے کو تحفظ دیا...... آج تلک امریکا اسرائیل کا تحفظ کرتا آرہا ہے...... امریکا کے اسرائیل سے پراسرار خفیہ تعلقات ہیں اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ نائن الیون کے واقعے سے دو ماہ قبل جنوبی افریقا کے شہر ڈربن میں عالمی کانفرنس کا انعقاد ہوتا ہے...... تمام دنیا متفقہ طور پر ایک قرارداد پاس کرتی ہے کہ اسرائیل کو فلسطینیوں پر مظالم سے روکا جائے...... اس پر پابندیاں لگائی جائیں...... اسرائیل اس کانفرنس سے واک آؤٹ کرتا ہے بالکل اسی طرح اسرائیل سے اظہار یکجہتی کے لیے امریکی وزیر خارجہ کولن پاؤل کانفرنس سے واک آؤٹ کر جاتے ہیں...... کون اس تعلق کی وضاحت کر سکتا ہے؟......

ایک خود مختار صیہونی ریاست یعنی اسرائیل کے قیام اور مستقبل کی اس ممکنہ دجّالی ریاست کی توسیع کے لیے امریکا و برطانیہ نے کیا کردار ادا کیا ہے اور کیا کردار ادا کر رہے ہیں، اس حوالے سے ذیل میں کچھ چشم کشا حقائق پیش کیے جا رہے ہیں جو ممکن ہے قارئین کو جھنجھوڑ دیں اور حساس دلوں کو آمادۂ عمل کر دیں......

☆......امریکا وہ ریاست ہے جو یہودیوں کی دربدری کے 1700 سال بعد زمین پر قائم ہوئی...... امریکا کے قیام کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ کرۂ ارض سے خلافت اسلامیہ کا خاتمہ کر دیا جائے، فلسطین پر قبضہ کیا جائے، عظیم اسرائیلی سلطنت قائم کی جائے اور مسجد اقصیٰ کو ڈھا کر ہیکل سلیمانی کی تعمیر کی جائے......

☆......امریکا کی معروف سرکاری مہر اور نشان دراصل مشہور صیہونی تنظیم فری میسن کی مہر کی نقل ہے......

☆......پینٹاگون جو امریکی افواج کا سپریم ہیڈکوارٹر ہے، فری میسنز کے مطابق یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی مہر یا ڈھال کا نام ہے......

☆......امریکی صدر کی رہائش گاہ ''وہائٹ ہاؤس'' بھی یہودیوں کی ایک تصوراتی مقدس آبادی کا دوسرا

نام ہے، یہودی اس مقدس آبادی کو "CASABLANKA" بھی کہتے ہیں یعنی "قصرابیض" اور وہائٹ ہاؤس کے معنی بھی قصرابیض ہی ہیں......

☆......برطانیہ بھی یہودیوں کی ریاست کا دوسرا نام ہے، یہ یہودیوں کی پہلی غیر علانیہ مملکت ہے......

☆......آرتھر بالفور جس نے فلسطین پر قبضے کا منصوبہ "بالفور ڈکلیریشن" پیش کیا جس کی بنیاد پر آج اسرائیلی ریاست قائم ہے، وہ برطانوی حکومت ہی کا وزیر خارجہ تھا......

یہ وہ چند حقائق ہیں جو صیہونیت کی درپردہ تصویر پیش کرتے ہیں، صیہونیت کی تحریک دنیا میں کسی اسلامی ملک اور کسی اسلامی تحریک کو زندہ نہیں رہنے دینا چاہتی......